بابِ سعادت

نماز

کے

۱۱۴ نکتے

تالیف

استاد محسن قرائتی

نام کتاب ———— باب سعادت یعنی نماز کے بارے میں ۱۱۴ نکتے

تألیف ———— استاد محسن قرائتی

ترجمہ ———— مولانا قربان علی

ناشر ———— سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی
ادارۂ ترجمہ و اشاعت

خطاطی ———— قلبی حسین رضوی کشمیری

سال طبع ———— ربیع الثانی سنہ ۱۴۱۷ھ

تعداد ———— ۵۰۰۰

چھاپخانہ ————

ISBN 964-6177-41-7

بسمہ تعالیٰ

عرضِ ناشر

کتاب انسانی فکر کی ترسیل اور انسانی تہذیب ثقافت کے ارتقائی خطوط کو مجسم کرنے میں امتیازی کردار ادا کرتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی فکر انسانی افکار کی ان بلند بام چوٹیوں میں سے ہے جو انسانوں کو اسلامی خصوصیات اور اس کے منابع و مآخذ سے آگاہ کرتی ہے اور ان کے سامنے زندگی کے حقائق کا وسیع تر نظریہ پیش کرتی ہے۔

اس حقیقت کو درک کرنے کے بعد خدائے علیّ و قدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم نے بھی اپنی استطاعت و بضاعت کے بقدر اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ عظیم اسلام کی خدمت کی توفیق کرامت فرمائے۔ انّہ السمیع المجیب

سازمان فرہنگ ارتباطات اسلامی

ادارۂ ترجمہ واشاعت

فہرست

۱ ولی امر مسلمین رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کا پیغام "اقامۂ نماز" کے سیمینار میں ۔۔۔۔۔ ۷

۲ مقدمۂ مؤلف ۔۔۔۔۔ ۱۳

۳ پہلا حصہ ۔۔ نماز کی اہمیت ۔۔۔۔۔ ۱۷

۴ دوسرا حصہ ۔۔ نماز کا فلسفہ اور روح ۔۔۔۔۔ ۴۱

۵ تیسرا حصہ ۔۔ نماز کے معنوی پہلو اور مطالب ۔۔۔۔۔ ۵۳

۶ چوتھا حصہ ۔۔ نماز کے تربیتی پہلو ۔۔۔۔۔ ۶۵

۷ پانچواں حصہ ۔۔ نماز کے سماجی و عوامی پہلو ۔۔۔۔۔ ۸۷

۸ چھٹا حصہ ۔۔ قرآنی نکات ۔۔۔۔۔ ۱۱۵

۹ ساتواں حصہ ۔۔ نماز کے آداب ۔۔۔۔۔ ۱۲۷

بسمہ تعالیٰ

ولی امر مسلمین جہان رہبر معظم انقلاب اسلامی
حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای مدظلہ
کا پیغام
"اقامۂ نماز" کے سیمنار میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقامۂ نماز کے سلسلہ میں صاحبان فکر و نظر کا یہ اجتماع اور سیمینار کی تشکیل ان مناسب اور اہم ترین اقدامات میں سے ہے جس کا اہتمام جمہوری اسلامی ایران میں ہونا ہی چاہئے تھا۔ اس لئے کہ نماز قائم کرنا صالحین کی حکومت کا اولین ثمرہ اور نشانی ہے۔ اور اس کے بعد کا مرحلہ "زکوٰۃ" جو معاشرہ کی مالی حالت کو منظم اور فقر و تنگدستی کو دور کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھائی کی طرف دعوت اور برائیوں سے ممانعت کا مرحلہ پہنچتا ہے "الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وَ اَمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔۔۔"

نماز فقط یہ نہیں ہے کہ صالحین خود نماز پڑھ لیں، یہ کون سی ایسی چیز ہے جو حکومت الٰہی کی تشکیل پر موقوف ہو بلکہ یہ دینی ستون معاشرہ کے درمیان قائم و رائج ہو اور تمام لوگ اس کے راز و رموز اور اشاروں سے آشنا اور اس کی برکتوں سے بہرہ مند ہوں اس کی معنوی تابانیاں اور ذکر الٰہی کی پاکیزہ جلوہ نمائیاں پورے معاشرہ کو روشن

ومصفا کردے جسم وجان متحد ہوکر نماز کی طرف دوڑ لگائیں اور اس کے زیر سایہ استحکام اور اطمینان وسکون حاصل کریں۔

نماز دین کا بنیادی رکن ہے لہٰذا لوگوں کی زندگی میں نماز کو بنیادی ترین مقام حاصل ہونا چاہئے۔ انسان کو دین خدا کی حاکمیت کے زیر سایہ پاکیزہ زندگی اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے کہ جب انسان اپنے دل ذکرِ خدا کے ذریعہ زندہ رکھیں اور اسی کی مدد سے شر وفساد کی طرف کھینچنے والی تمام قوتوں سے جنگ کریں اور ہر طرح کے بتوں کو توڑ ڈالیں اپنے وجود کی طرف بڑھنے والے تمام درونی و بیرونی شیطانوں کے ہاتھ قلم کردیں یہ ذکر اور خود کو ہر وقت خدا کے حضور حاضر وناظر پانا صرف نماز کی برکت سے ہی حاصل ہوسکتا ہے

نماز درحقیقت ایک محکم پشت پناہ اور کارزار حیات میں کبھی تمام نہ ہونے والی ایسی پونجی ہے جو پستی وزبوں حالی کی طرف لے جانیوالے خود اپنے شیطانِ نفس سے مقابلہ کے لئے بھی اور ذلت وخود سپردگی پر ابھارنے والی زر وزور پر مبنی شیطانی قوتوں کے مقابلہ میں بھی ہمیشہ اور ہر حال میں آدمی کے کام آتی ہے۔

انسان اور خدا کے درمیان رابطہ کے لئے نماز سے زیادہ مستحکم اور دائمی کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ ابتدائی مرحلوں سے گزرنے والے انسان بھی خدا سے اپنا رابطہ نماز ہی کے ذریعہ شروع کرتے ہیں، خدا کے منتخب ترین اولیاء بھی محبوب کے ساتھ اپنی خلوت انس کی بہشت نماز میں ہی تلاش کرتے ہیں۔

یہ ایک ایسا راز ونیاز اور ذکر خدا کا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور جس شخص کو اس سے جتنی زیادہ آشنائی ہوجاتی ہے اتنا ہی زیادہ وہ اس میں نورانیت اور تابندگی پاتا ہے۔

نماز کے کلمات واذکار میں سے ہر ایک فقرہ ایک ایسا خلاصہ ہے جو دینی معارف کے ایک اہم حصہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مکرر طور پر پے درپے نمازی کو اس کی یاد دلاتا ہے۔

وہ نماز جو مفاہیم پر غور و تدبر کے ساتھ کسی غفلت اور سہو کے بغیر ادا کی جاتی ہے، انسان کو روز بروز معارف الٰہی سے اور زیادہ آشنا اور مانوس کرتی جاتی ہے۔

نماز کی نورانیت، اس کے راز و رموز، اس کے اندر پنہاں دروس اور کسی شخص یا معاشرہ کی تعمیر و تربیت میں اس کے اثرات کم نہیں ہیں کہ اس مختصر گفتگو میں ان کو بیان کیا جاسکے بلکہ ایسے نہیں ہیں کہ مجھ جیسے بے خبر انسان اس کی گہرائیوں کے بارے میں کچھ خبر و آگاہی دے سکیں۔

جو کچھ میں اپنے قاصر قلم اور ناچیز معرفت کے سہارے عرض کر رہا ہوں، یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کو، ہمارے عوام کو، بالخصوص ہمارے جوانوں کو، جنھوں نے اس وقت امانت کا ایک سنگین بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے، نماز کو ایک لازوال قدرتی سرچشمہ سمجھنا چاہئے اور اس محاذ سے مقابلہ کے لئے جو آج ہمارے سامنے ہے ہم کو ہمیشہ سے زیادہ اور ہر ایک سے زیادہ، ذکر خدا کے مستحکم سہارے اور اس پر امید و اعتماد کی ضرورت ہے۔ اور

نماز وہ جوش مارتا ہوا چشمہ ہے جو امید، اعتماد اور معنوی قدرت ہمارے اندر موج زن کر دیتی ہے۔ وہ نماز جو پوری توجہ اور حضور قلب کے ساتھ ہے، وہ نماز جو یاد الٰہی اور ذکر خدا سے سرشار ہے، وہ نماز کہ جس میں انسان اپنے خدا سے باتیں کرتا ہے اور خدا کو اپنا دل سونپ دیتا ہے وہ نماز جو ہمیشہ اسلام کے اعلیٰ ترین احکام و معارف انسان کو تعلیم دیتی ہے، ایک ایسی نماز انسان کو کھوکلی، بے مقصد اور ضعیف زندگی سے آزادی دلا کر انسان کی آنکھوں میں زندگی کا افق روشن کر دیتی ہے۔ انسان کو ہمت و ارادہ اور ھدف بخشتی ہے، اور اس کے دل کو کج روی، گناہ اور پستی کے رجحانات سے نجات دے دیتی ہے۔

یہی تو وجہ ہے کہ نماز تمام حالات حتی میدان جنگ اور زندگی کے سخت ترین

مراحل اور آزمائشوں میں بھی اپنی اولویت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتی ۔ انسان ہمیشہ نماز کا محتاج ہے اور خطرے کے موقعوں پر تو اور زیادہ محتاج ہو جاتا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز کو سمجھنے اور سمجھانے کے سلسلہ میں بہت زیادہ کوتاہیاں واقع ہوئی ہیں، نتیجہ میں نماز کو اس کے شایان شان مقام حتی ہمارے اس اسلامی نظام میں بھی حاصل نہیں ہو سکا ہے ۔

یہ سنگین ذمہ داری معارف اسلامی سے آگاہ علماء اور دانشوروں کے کاندھوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ تمام لوگوں کو خصوصاً نوجوان نسل کو اور زیادہ نماز سے آشنا بنائیں ابتدائی مدرسوں کے بچوں سے لے کر اعلی مراتب کو طے کرنے والے محققین تک ہر ایک اپنی ذہنیت کے اعتبار سے نماز اور اس کے راز کو جاننے کی راہ میں قدم بڑھاکر اب تک ناشناختہ و نامعلوم چیزوں سے آشنا ہو سکتا ہے، حتی بڑے بڑے عرفاء نے بھی معرفت کی وادی طے کرنے والوں کے لئے اسرار نماز لکھے ہیں اور تعلیم دیئے ہیں یعنی اس سمندر کی گہرائیاں اسی طرح نامعلوم اور لائق پیمائش ہیں ۔

ہمارے معاشرہ میں ہر سطح پر نماز کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ایک مستقل اور اہم باب کھولنا ضروری ہے ۔

تبلیغ کے تمام وسائل بالخصوص ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر مختلف روش اور طریقوں کے ساتھ نماز کو سمجھنے اور سمجھانے کے سلسلہ میں یاد دہانی ہونا چاہئے ۔

ہمیشہ اور ہر جگہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نماز کو اولویت دی جائے تاکہ ایمانی شوق اور یاد خدا کی پیاس دلوں میں پیدا ہو ۔ مدرسوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے دینی دروس میں پھر سے نماز کو اس کا اپنا مقام دیا جائے ۔ اور

نماز کی شناخت کے سلسلہ میں بلند فکریں اور سنجیدہ باتیں اس طرح پیش کی جائیں کہ اسکولوں اور کالجوں کے بچوں کے دل و دماغ پر یہ باتیں نقش ہو جائیں ۔

نماز کے فلسفے اور اس کے راز و رموز کا جائزہ ہنر و آرٹ کی زبان میں احسن انداز سے تمام لوگوں کے سامنے لے آنا چاہیئے تاکہ ہر ایک شخص اپنی ظرفیت کے اعتبار سے بہرہ مند ہو۔

مختلف سطحوں اور مختلف عنوانات و نقطۂ نظر سے کتابیں اور رسالے محققین اور علماء اعلام کے ذریعہ رشتۂ تحریر میں لائی جائیں اور ہنری و ادبی کاموں میں شاہکار قرار دیا جائے، اور ایک مستقل باب نماز کی ادائیگی کو آسان بنانے کے سلسلہ میں بھی کھولا جائے۔

تمام عمومی و اجتماعی مراکز، مدرسوں، کالجوں، یونیورسیٹوں، کارخانوں پولیس اسٹیشنوں، ہوائی اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں، سرکاری اداروں وغیرہ میں نماز کے لئے مناسب حال جگہیں پہلے سے معین کردی جائیں۔ مسجدیں اور نماز خانے صاف ستھرے مرتب اور پرکشش ہوں، نماز فضیلت کے وقت میں جماعت سے ادا کی جائے۔ ہر ماحول اور معاشرے میں اس کے اہم اور نمایاں افراد دوسروں پر سبقت و پیش قدمی اختیار کریں اور عملی طور پر دوسروں کو نماز کی رعایت و اہمیت کی تعلیم دیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر جگہ نماز کی سمت سرعت و اشتیاق محسوس طور پر نمایاں ہو۔

ان مقدمات کی فراہمی کے بعد اگر خداوند عالم نے چاہا اور حضرت ولی اللہ الاعظم روحی لہ الفداء کی توجہ اور دعائیں شامل حال ہوئیں تو ہمارا ملک اور معاشرہ نماز کے اعلیٰ حدف و مقصد سے نزدیک ہو سکتا ہے اور اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

آخر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس اجتماع اور سیمینار کا اہتمام کرنے والوں کا اور ان تمام لوگوں کا جو نماز کی اہمیت کے پیش نظر اس کے قیام و رواج کی راہ میں کوشاں ہیں بالخصوص جناب حجۃ الاسلام آقای قرائتی کا کہ جنھوں نے اس سلسلہ میں بڑے ہی عشق اور ہمدردی کے قدم اٹھائے ہیں،

تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان مخلصانہ کوششوں کو قبول فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۳۷۰/۷/۱۶ (شمسی)

(سید علی خامنہ ای)

مقدمۂ مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصّلوٰۃ قربان کل تقی و جَعَلها عَلَمَ دینہ وجہ دینہ واَخذ اہ کان دینہ والصّلوٰۃ والسّلام علی المصلّین من اوّل الدّھر الی آخرہ سیّما افضلھم محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیٰ اوصیائہ سیّما اوّلھم علی بن ابیطالب الّذی قتل فی حال صلوٰتہ و آخرھم المھدی الّذی یصلّی المسیح خلفہ یوم ظہورہ والسلام علیٰ عباد اللہ الصالحین الذین إن مکنّاھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ۔

خداوند عالم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ نماز کے بارے میں یہ میرا پانچواں رسالہ ہے جو میں لکھ رہا ہوں۔ پہلا رسالہ ابتدائی کلاسوں میں پڑھنے والے نونہالوں کے اعتبار سے دوسرا اسکولوں میں پڑھنے والے نوخیزوں کے خیال سے تیسرا کالجوں میں پڑھنے والے نوجوانوں کے لحاظ سے اور چوتھا زیادہ دلچسپی رکھنے والے حوصلہ مند دین داروں کے لئے لکھا گیا ہے۔

خدا کا شکر کہ اس نے ہمیں نواسئے نماز کی توفیق عطا فرمائی اور الحمد للہ تمام بھائیوں کی مدد سے ۱۳۷۰ھ ہجری شمسی (۱۹۹۱ء) کے دوران جمہوری اسلامی ایران کے اسّی فی صد مدرسوں (جونیئر اسکولوں اور انٹر کالجوں) میں بغیر کسی زبردستی یا دباؤ کے نماز جماعت قائم ہوتی رہی ہے۔

اس اقدام میں رہبر معظم کی جانب سے ایک اہم پیغام نشر ہوا اور جمہوری اسلامی کے موجودہ صدر، ان کی حکومت کے وزراء اور معاونین کی کیبنٹ نے خصوصاً وزارت تعلیم و تربیت کے عہدہ داروں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے تبلیغی نشریات کے ذمہ داروں، شاعروں، دوکان داروں اور بڑی تعداد میں دینی مدرسوں کے طلبہ اور فضلاء نے اس مقدس اقدام میں، جس کے پیچھے سوائے رضائے الٰہی کے کوئی دوسرا جذبہ کار فرما نہ تھا، شرکت کی ہے۔ نوجوان طبقے اور نئی نسل کی طرف سے نماز جماعت کا بہترین استقبال کیا گیا اور انہوں نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

خاص طور پر جب انہوں نے دیکھا کہ شہر کے بعض امام جمعہ والجماعت حضرات پورے ہفتہ ہر روز (اپنے علاقہ کے) کسی نہ کسی مدرسہ میں تشریف لے گئے اور جس عنوان سے بھی میسر ہوا ظہرین کی جماعت قائم کی۔

نماز جماعت کا یہ استقبال اور تیزی کے ساتھ اس کے دائرے میں وسعت و ترقی مورد نظر مدرسوں سے نکل کر فوجی و انتظامی مرکزوں اور ٹریننگ سنٹروں تک پہنچ گئی اور پولیس چوکیوں اور فوجی چھاؤنیوں کے نماز خانے چھلکنے لگے خصوصاً جب انہوں نے دیکھا کہ فوجی و انتظامی عملوں کے ذمہ دار افسران اور کمانڈر حضرات پورے عشق و علاقہ کے ساتھ جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔

بعض وزارت خانوں، کارخانوں، کمپنیوں، فیکٹریوں اور شہروں میں اذان کے وقت ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ خود لوگوں کے اندر موجود ایمان و آمادگی، ان میں پائے جانے والے معنوی جذبے اور سیاسی کھیلوں سے دور عوامی سطح پر کی جانے والی کوششوں اور اس کام کے اثرات و برکات کے مشاہدے کا

نتیجہ ہے۔

یہ استقبال کئی کتابوں اور رسالوں پر مشتمل معلومات کا محتاج ہے۔ ۱۳۷۰ھ ہجری شمسی میں تمام باتوں میں سرفہرست نماز اور نماز جماعت کی بات تھی۔ تمام صوبوں شہروں اور قصبوں میں نماز کے سیمینار منعقد ہوئے کہ اس تحریک میں پیش پیش تعلیم و تربیت کے ادارے، ائمہ جمعہ و جماعات، مختلف صوبوں کے گورنر اور حکام شہر ادارہ سازمان تبلیغات اسلامی، علماء کرام و طلاب عزیز نیز سرکاری ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذمہ دار افراد تھے جنھیں عوام کی حمایت حاصل تھی۔

ایک سال گزر چکا ہے کہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب اس کو ختم نہیں ہونا چاہیئے ایک طالب علم کی حیثیت سے مجھے ایک بار اور خدا کا لطف و کرم حاصل ہوا کہ یہ زیر نظر رسالہ آپ کی نذر کر رہا ہوں۔ اس میں نماز سے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک سو چودہ نکات ذکر کیئے گئے ہیں، یہ نکات صرف چند نکتوں کے علاوہ، میری دوسری کتابوں میں ذکر نہیں ہوئے ہیں۔

یہ وہ نکات ہیں کہ جو میں نے گزشتہ سال مختلف تقریروں نیز اس سلسلہ میں قرآن کے مطالعے کے وقت درک کیئے ہیں پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ اگر خداوند متعال مجھے توفیق دے تو میں کئی جلدوں میں کم از کم ایک ہزار نکات اس سلسلہ میں لکھوں مگر کیا نماز کے اسرار و رموز ایک ہزار نکتوں میں تمام ہو سکتے ہیں؟!

محسن قرائتی

پہلا حصّہ

نماز کی اہمیّت

۱ نماز تمام الٰہی ادیان میں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں نماز کا وجود تھا۔ جیسا کہ قرآن نے حضرت عیسیٰ کی زبانی نقل کیا ہے کہ خداوند عالم نے مجھے نماز کی تلقین و وصیت کی ہے : وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ (مریم/۳۱) اور ان سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جن کو خطاب کر کے خداوند عالم فرماتا ہے : "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (طٰہٰ/۱۴) میری یاد و ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

اور حضرت موسیٰ سے قبل ان کی زوجہ محترمہ کے والد بزرگوار حضرت شعیبؑ تھے جو نماز ادا کرتے تھے۔ قرآن کہتا ہے : " یَا شُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ" (سورہ ھود/۸۷) جناب شعیبؑ کے قوم والوں نے طنز کیا : اے شعیب! کیا تمہاری نماز تم کو یہ امور سکھاتی ہے۔

اور ان سب سے قبل حضرت ابراہیم تھے جو خداوند عالم سے اپنے اور اپنی ذریت و اولاد کے لئے اقامہ نماز کی توفیق طلب کرتے ہیں : رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ـــ اے پالنے والے مجھے اور میری اولاد میں نماز قائم کرنے والے قرار دے۔ (ابراہیم/۴۰)

اور یہ جناب لقمان ہیں کہ جو اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں : "یَا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ" (لقمان/۱۷)
"بیٹا! نماز قائم کرو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرو۔"

دلچسپ یہ ہے کہ عموماً قرآن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کے بارے میں سفارش کی جاتی ہے لیکن چونکہ عموماً نوجوان طبقہ پیسے سے خالی ہوتا ہے ، لہٰذا اس آیت میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ و مالیات کے بجائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔

۲ نماز کی اتنی کسی بھی عبادت کی تبلیغ نہیں ہوئی

ہم روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کرتے ہیں اور ہر ایک نماز میں اذان و اقامت کا حکم دیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر ہم ان دونوں ندائے آسمانی میں روزانہ :

بیس مرتبہ	حیّ علی الصّلاۃ
بیس مرتبہ	حیّ علی الفلاح
بیس مرتبہ	حیّ علی خیر العمل اور
دس مرتبہ	قد قامت الصّلاۃ کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ اذان میں "فلاح" اور "خیر العمل" سے مراد یہی نماز ہے پس ہر شخص روزانہ ستّر مرتبہ خود کو بھی اور دوسروں کو بھی لفظ "حَیَّ" کے ذریعہ نماز کی طرف بلاتا اور تلقین کرتا ہے اور وہ بھی نہایت ہی سرور و نشاط اور لگن کے ساتھ یہ کام کرتا ہے جبکہ کسی بھی عبادت کے لئے اس طرح کا شور و اعلان اور تشویق وارد نہیں ہے۔ خصوصاً اسلام میں سفارش کی گئی ہے کہ اذان بلند آواز میں اچھی لحن کے ساتھ دی جائے۔ اور اذان کے لئے بہت زیادہ ثواب کا بھی ذکر ہے۔

حج کی اذان اور دعوت جناب ابراھیم کا کام تھا اور نماز کی اذان و تبلیغ ہم سب کا فریضہ ہے۔ اذان جمود توڑنے اور ایک مرتبہ پھر خالص اسلامی عقائد و نظریات دہرانے کا نام ہے۔ اذان ایک مختصر اور مطالب سے بھرپور مذھبی نغمہ ہے۔ اذان غافلوں کے لئے تنبیہ اور بیداری کا الارم نیز مذہبی فضا باز ہونے کی علامت ہے۔ اور اذان معنوی حیات کی پہچان ہے۔

۳ نماز تمام عبادات میں سرفہرست ہے۔

خاص خاص ایام میں مثلاً شب قدر، عید و بقرعید، روز بعثت و غدیر جمعہ اور ہر وہ شب و روز کہ جن کی فضیلت و اہمیت اسلام میں ہے، ان تمام ایام میں دعائیں اور دوسرے مخصوص مراسم کی تاکید کی گئی ہے۔ مثلاً شب مبعث شب میلاد، شب جمعہ وغیرہ میں عموماً مخصوص نمازیں بھی ذکر ہوئی ہیں۔ شاید کوئی ایک ایسا مقدس دن نہ پیش کیا جا سکے جس میں مخصوص نماز کا حکم نہ ہو۔

۴ نماز سب سے زیادہ رنگارنگ عبادت ہے۔

اگرچہ جہاد اور حج کی کئی قسمیں ہیں اسی طرح وضو اور غسل کی بھی کئی قسمیں ہیں لیکن نماز کی سیکڑوں قسم ہے۔ علامہ محدث شیخ عباس قمی کی مشہور کتاب "مفاتیح الجنان" کے حاشیوں پر اگر ایک سرسری نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے نماز کی اتنی قسمیں ذکر کی ہیں کہ ان پر تحقیق اور جمع کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ ہر امام کی ایک خاص

نماز زیارت ہے جو دوسرے امام کی نماز (زیارت) سے بالکل جدا ہے ،
دمثلاً ، امام زمانہ علیہ السلام کی نماز حضرت علی علیہ السلام کی نماز سے مختلف ہے۔

۵ نماز و ہجرت

جناب ابراھیمؑ فرماتے ہیں: خدایا! میں نے اپنی ذریّت کو بے آب و گیاہ، خشک بیابان میں چھوڑ دیا ہے ، پروردگار! (میں نے یہ کام) اقامہ نماز کیلئے کیا ہے۔ "ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع ربنا لیقیموا الصلاۃ"

پالنے والے میں نے اپنی اولاد کو مکہ کے ایک بے آب و گیاہ بیابان میں لاکر بسایا ہے تاکہ یہ لوگ یہاں نماز پڑھا کریں۔ (ابراھیم / ۳۷)
جی ہاں نمازیوں کا ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ وہ خراب آب و ہوا کے حامل خشک و ویران علاقوں کی طرف بھی ہجرت و سفر کیا کریں تاکہ عالم گیر پیمانے پر نماز کا شہرہ اور ڈنکا بج سکے۔

۶ نماز کے لئے اہم ترین تاریخی جلسے روک دیئے گئے

ان مذاہب و ادیان میں سے ایک کہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے "صابئین" کا مذہب بھی ہے ، یہ لوگ حضرت یحییٰؑ کی طرف ایک خاص میلان رکھتے ہیں۔ ضمناً ستاروں کے اثرات کے بھی قائل ہیں۔ ان کے یہاں نماز و مراسم کے بھی مخصوص انداز ہیں ، ان کی ایک جماعت خوزستان کے علاقہ میں پائی جاتی ہے۔

ان لوگوں کا ایک نہایت ہی با صلاحیت لیکن مغرور و متکبر قسم کا رہبر تھا جس نے امام رضا علیہ السلام سے بارہا گفتگو کی لیکن کبھی کسی بات پر مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ ان ہی جلسوں کے دوران ایک دن امام رضا علیہ السلام کے ایک استدلال کے سامنے جبکہ وہ سپر انداختہ ہو کر کہہ چکا تھا: "الان لان قلبی"

"اب میرا دل نرم ہو گیا ہے، چاہتا ہوں کہ آپ کا دین قبول کر لوں"

عین اسی وقت اذان کی آواز بلند ہوئی امام رضا علیہ السلام جلسہ سے اٹھ گئے لوگوں نے کہا: مولا! یہ بڑا حساس موقع ہے۔ ایسا وقت پھر کبھی نہیں آئے گا (بات پوری ہو جانے دیجئے) لیکن امام نے فرمایا: "پہلے نماز!" اس (صابئین کے رہبر)، نے خدا کے تئیں جب امامؑ کا یہ عہد اور کردار دیکھا تو اور زیادہ متأثر ہوا۔ امام نے نماز کے بعد اپنی گفتگو کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا اور وہ ایمان لے آیا۔

۷ جنگ میں بھی اوّل وقت نماز

ابن عباس دیکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جنگ کے دوران کبھی کبھی آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور پھر جنگ میں مصروف جاتے ہیں کچھ دیر بعد پھر آسمان کی طرف نظر کرتے ہیں، ابن عباس قریب آئے اور پوچھا:

یا علی! آپ بار بار کیوں آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں؟

فرمایا: اس لئے کہ نماز کا اول وقت نہ نکل جائے۔

ابن عباس نے کہا: آپ اس وقت حالتِ جنگ میں ہیں۔

فرمایا: نماز کے اوّل وقت سے غفلت نہیں برتنا چاہیئے۔

۸ جماعت کے لئے سوجانا مناجات سے بہتر ہے۔

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھائی تو دیکھا آپ کے ایک خاص صحابی مسجد میں نظر نہ آئے، حضرت ان کی تلاش میں ان کے گھر کی طرف گئے،

دق الباب کیا اور پوچھا: آج جماعت میں کیوں نہیں آئے؟!

بیوی نے جواب دیا: تمام رات صبح تک مناجات کرتے رہے، لہذا تکان کا احساس ہوا اور انہوں نے اپنی نماز گھر ہی پر پڑھ لی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: تم ان سے کہہ دینا کہ رات کو طویل مناجات کے بجائے کچھ دیر سو جایا کریں، صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا ترک نہ کریں۔ شب کا وہ آرام جو نماز جماعت کے لئے مقدمہ ہو اس مناجات سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو نماز جماعت کے ترک کا سبب بن جائے۔

۹ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نماز

ہم جانتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام دوسری محرم کو کربلا میں وارد ہوئے اور دسویں محرم کو شہید ہو گئے۔

آپؑ کربلا میں اپنے آٹھ روزہ قیام کے دوران حتّیٰ عاشور کے دن بھی جماعت سے علی الاعلان نماز کے فرائض ادا کرتے ہیں، ظاہر ہے روز عاشور

جنگ چھڑنے کے بعد دشمنوں کی جانب سے مسلسل تیروں کی بارش تھی، ایسے خطرناک حالات میں بھی اگرچہ امام حسین علیہ السلام روز عاشورا کئی بار خیمہ میں جاتے اور آتے ہیں، آپ اپنی نماز خیمہ میں پڑھ سکتے تھے مگر میدانِ جنگ میں نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ وقت ظہر دو جانثار حضرتؑ کے آگے کھڑے ہو گئے اور تیس ۳۰ تیر اپنے بدن پر کھاکر بارگاہ حق میں جان سپرد کردی لیکن نماز آشکارا پڑھی گئی نہ کہ خیمے میں۔

جی ہاں: نماز اعلان کے ساتھ میدانِ عام میں پڑھنے کی بڑی اہمیت ہے۔ لہٰذا ہوٹلوں، کیفوں، کارخانوں، پارکوں، اسٹیشنوں اور ہوائی اڈوں وغیرہ پر نماز خانے کسی گوشے میں ہونے کے بجائے مرکز میں ہوں اور بہترین جگہوں پر لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نماز قائم کی جائے کیونکہ جس قدر دین کی جلوہ نمائی میں کمی ہوگی اتنا ہی جلوۂ فساد میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

اگر دوکاندار اور تاجر حضرات اپنی دوکانوں کے سامنے اذان دینے لگیں تو بے پردہ خریدار اپنے آپ کو خود ہی سمیٹنا شروع کریں گے۔

۱۰ مسجد کی بنیاد رکھنے اور بنانے والے معمار و مزدور و انجینیر سب نمازی ہوں

سورۂ توبہ کی ۱۸ ویں آیت میں ملتا ہے:

فقط وہ لوگ مسجد تعمیر اور آباد کر سکتے ہیں کہ جو ایمان و شجاعت سے ہمکنار ہونے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے علاوہ، نماز گذار بھی ہوں۔

انّما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر
واقام الصّلاۃ

پس نااہل حضرات مسجد تعمیر کرنے کا حق نہیں رکھتے ہیں۔ مسجد تعمیر کرنا ایک مقدس عمل وعنوان ہے، جو لوگ اس کے لائق نہیں ہیں ان کے سپرد یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن کہتا ہے کہ مشرکین مسجدیں تعمیر کرنے کا حق نہیں رکھتے، اسی طرح حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ظالم مسجد تعمیر کرتا ہے تو آپ اس کی مدد نہ کریں۔

(۱۱) نماز سے دوری کا ایک سبب شراب و قمار ہے

شراب و قمار میں اگرچہ بہت سی جسمانی، روحانی اور اجتماعی خرابیاں پائی جاتی ہیں لیکن قرآن نے دو باتیں خاص طور پر ذکر کی ہیں کہ ہم نے شراب اور جوے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ تمہارے درمیان ان کی وجہ سے کینہ و فساد پھیلتا ہے یہ تم کو نماز اور خدا کی یاد سے دور کر دیتا ہے:

"ویصدّکم عن ذکر اللہ وعن الصّلاۃ" (مائدہ/۹۱)

اس آیہ میں شراب کے بہت سے ضرر و نقصانات میں سے صرف اجتماعی و معنوی ضرر پر تکیہ کیا گیا ہے۔ اجتماعی ضرر کینہ و فساد کا پیدا ہونا ہے اور معنوی ضرر، نماز اور یاد خدا سے غافل ہو جانا ہے۔

(۱۲) اقامۂ نماز کی توفیق ابراہیم کی دعاؤں سے ہے

ربّ اجعلنی مقیم الصّلاۃ ومن ذرّیّتی (ابراہیم/۴۰)

"پروردگارا! مجھے اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والوں میں قرار دے۔"

دلچسپ یہ ہے کہ حضرت ابراھیم نے صرف دعا پر اکتفا نہیں کی بلکہ اپنی اس آرزو کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، ہجرت فرمائی دربدری اور سفر کی مشکلیں گلے سے لگائیں تاکہ نماز قائم ہو۔

۱۳ اقامۂ نماز الٰہی گروہوں کا پہلا فریضہ ہے۔

"الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلاۃ" (حج/۴۱)

مسلمانوں کو جیسے ہی قدرت حاصل ہوگی وہ سب سے پہلے نماز قائم کریں گے۔ خدا نہ کرے کہ ہمارے کارخانوں کے مالکین صرف اس کی منفعت بڑھانے یونیورسٹیاں صرف ماہرین پیدا کرنے اور ہم سب صرف پیداوار بڑھانے اور سپلائی کرنے کی فکر میں غرق ہو جائیں کیونکہ مسلمان کا اولین فریضہ اقامۂ نماز ہے خود اپنی شرکت کے ذریعے بھی اور عوام نیز ذمہ دار افراد کی حمایت و تشویق کے ذریعے بھی ہم کو یہ کام کرنا چاہئے۔

۱۴ نماز کے لئے کوئی قید و شرط نہیں ہے۔

واوصانی بالصلوٰۃ والزکاۃ مادمت حیًّا (مریم/۳۱)

اسلام کے سبھی احکام و قوانین ممکن ہے کسی شخص سے کسی خاص وجہ کے تحت اٹھالئے جائیں۔ مثلاً نابینا اور لنگڑے انسان کے لئے جہاد پر جانا

واجب نہیں ہے۔ مریض پر روزہ واجب نہیں ہے، زکوٰۃ اور حج نادار و مفلس حضرات پر واجب نہیں ہے۔

لیکن تنہا نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں تعطیل کی کوئی گنجائش نہیں ہے حتّٰی موت کی آخری ہچکی تک ایک دن کے لئے بھی ترک نہیں کی جاسکتی (ہاں، عورتوں کے لئے ہر ماہ ایک خاص زمانے میں معاف ہے)

۱۵ نماز مردم دوستی کے ساتھ ہونا چاہئے

قولوا للناس حسنًا واقیموا الصّلاۃ (بقرہ/۸۳)

نمازی کو چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ اچھے انداز سے گفتگو کرے۔

ہم اچھی زبان کے ذریعہ عملاً نماز کی تبلیغ کر سکتے ہیں، چنانچہ جو لوگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق اور سیرت کے ذریعہ مسلمان ہوئے ہیں ان کی تعداد ان لوگوں سے کہ جو عقلی استدلال کے ذریعہ مسلمان ہوئے ہیں کہیں زیادہ ہے۔

یہاں تک کہ ان کفار سے کہ جن سے انسان مباحثہ و مناظرہ کرتا ہے، جدال احسن یعنی اچھی زبان میں بحث و استدلال کا حکم ہے، مطلب یہ ہے پہلے ان کی اچھائیوں کو قبول کرے اور پھر اپنے نظریات کو بیان کرے۔

۱۶ توحید و معاد پر ایمان کے بعد سب سے پہلا واجب نماز ہے۔

"الّذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصّلاۃ" (بقرہ/۲)

قرآن اور سورۂ بقرہ کے شروع میں ہی غیب پر ایمان کے بعد کہ جس میں خداوند متعال، قیامت اور فرشتوں پر ایمان شامل ہے، پہلا بنیادی عمل جس کی توصیف و ستائش کی گئی ہے، اقامۂ نماز کا مسئلہ ہے۔

۱۷ تمام امور پر نماز کو مقدّم قرار دینے والا ممدوح ہے

"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع" (نور/۳۷)

قرآن میں خداوند عالم نے ان کی مدح سرائی کی ہے کہ جو اذان کے وقت اپنی تجارت اور لین دین کے کاموں کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔

ایران کے سابق صدر جمہوریہ شہید رجائی مرحوم کہا کرتے تھے: "نماز سے نہ کہئے کہ مجھے کام ہے بلکہ کام سے کہئے کہ اب نماز کا وقت ہے" خاص طور پر جمعہ کی نماز کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس وقت تمام لین دین چھوڑ دینا چاہئے: "وذروا البيع"

لیکن جب نماز جمعہ تمام ہو جائے تو اس کے لئے ارشاد ہے:

فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله (سورۂ جمعہ)

اب اپنے علاقوں میں پھیل جاؤ اور اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاؤ یعنی کاموں کے چھوڑنے کا حکم ایک محدود وقت کے لئے دیا گیا ہے۔

ضمنی طور پر یاد رہے، تبلیغی دنیا کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے لوگوں کی کیفیت کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ایک طویل مدت کے لئے لوگوں سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنے کاروبار کو ترک کردیں۔

لٰہذا ایک ہی سورہ (جمعہ) میں کچھ دیر کاروبار بند کرنے کے اعلان سے پہلے فرمایا: "یا ایہا الذین آمنوا" "اے ایمان والو!"

اور یہ خطاب ایک قسم کا احترام ہے، اس کے بعد فرمایا جاتا ہے کہ جس وقت اذان کی آواز سنو کاروبار بند کردو نہ یہ کہ اول صبح جمعہ سے ہی "اذا نودی" اور لفظ "صلوٰۃ" کے بجائے "ذکراللہ" کہا گیا کہ نماز خدا کو یاد کرنے کا نام ہے اور وہ بھی جمعہ کے دن کہا گیا ہے نہ کہ ہر روز ـــــ اور پھر کاروبار بند کرنے کے حکم کے فوراً بعد فرمایا: "ذٰلکم خیرٌ لکم ـــ اس میں تمہارے لئے بہتری ہے۔" آخر میں یہ بھی اعلان کردیا کہ نماز جمعہ تمام ہونے کے بعد اپنے کاروبار میں پھر سے لگ سکتے ہو "فانتشروا"

۱۸ نماز ترک کرنے، روکنے، بے توجہی برتنے پر خدا کی مذمت

بعض لوگوں کے پاس نہ ایمان ہے نہ ہی نماز پڑھتے ہیں۔

"فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی" (قیامت/۳۱)

نہ گواہی دی (یعنی نہ ایمان لائے) نہ ہی نماز پڑھی۔

یہاں قرآن نے حسرت و آہ کی ایک دنیا لئے ہوئے جان دینے کی نقشہ کشی کی ہے بعض لوگ دوسروں کی نماز میں رکاوٹ ڈالتے ہیں:

"ارأیت الذی ینھٰی عبدًا اذا صلّٰی" (علق/۴۰)

"کیا تم نے اس کو دیکھا جو میرے بندے کی نماز میں رکاوٹ (اور خلل) پیدا کرتا ہے۔"

ابوجہل نے فیصلہ کیا کہ جیسے ہی حضرت رسول اکرمؐ سجدہ میں جائیں تو ٹھوکر مار کر آپ کی گردن توڑ دے۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے قریب تو گیا لیکن ارادے سے منصرف ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا ہوا کیوں جسارت کی ہمت نہیں پڑی۔؟

توجواب دیا: "میں نے آگ سے بھری ہوئی ایک خندق دیکھی جو میرے سامنے شعلہ فشاں تھی۔

(تفسیر نمونہ مجمع البیان سے نقل کرتے ہوئے)

- **بعض لوگ نماز کی دعوت کا مذاق اڑاتے ہیں:**

"وَاذا نادیتم الی الصّلوٰۃ اتخذوھا ھزواً" (مائدہ/۵۸)

جس وقت تم نماز کے لئے آواز دیتے ہو مذاق اڑاتے ہیں۔

- **بعض لوگ بے دلی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں:**

"واذا قاموا الی الصّلوٰۃ قاموا کسالیٰ" (نساء/۱۴۲)

منافقین جب نماز پڑھتے ہیں تو بے حالی کا پتہ چلتا ہے۔

"یُرا ؤُن النّاس ولا یذکرون اللہ الاّ قلیلاً"

اور لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتے ہیں اور کچھ کے سوا سب ذکر خدا سے غافل ہیں۔

- بعض لوگ کبھی نماز پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے ہیں:

"فویل للمصلّین الّذین ھم عن صلا تھم ساھون"

(ماعون/ ۴و۵)

وائے ہو اُن نمازیوں پر جو نماز میں سستی اور بھول سے کام
لیتے ہیں۔

تفسیر میں ہے:

یہاں مراد وہ سہو یا بھول ہے جو تقصیر کے ساتھ ہو یعنی نماز کا بھول جانا نہ کہ نماز میں بھولنا کبھی کبھی بعض لوگ نماز ہی بھول جاتے ہیں اور نہیں پڑھتے ہیں اس کے وقت اور احکام و شرائط کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، جان بوجھ کر نماز کو وقتِ فضیلت سے تاخیر میں ڈال دیتے ہیں، انجام دہی میں ثواب اور ترک کرنے میں عذاب کے قائل اور معتقد نہیں ہیں۔

سچ بتایئے اگر نماز سے سہو اور سستی "ویل" کی مستحق ہے تو اس کو ترک کر دینے میں کتنا عذاب اور خطرہ ہوگا۔

- بعض لوگ اگر دنیا (کے عیش) سے محروم ہیں تو بڑے نمازی ہیں اور اگر دنیا ہاتھ آگئی تو نماز سے غافل ہو جاتے ہیں:

واذا رأو تجارۃ او لھواً انفضّوا الیھا وترکوک قائماً

(سورہ جمعہ)

جس وقت انہوں نے کہیں تجارت یا لہو ولعب کی صورت دیکھی
اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور تم کو خطبۂ نماز پڑھتے ہوئے
کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

(یہ آیت اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ نماز جمعہ کے خطبے پڑھنے میں مشغول تھے۔ ایک (تجارتی) گروہ نے اپنی چیزیں فروخت کرنے کے لئے طبل بجانا شروع کردیا لوگ پیغمبر اسلامؐ کے خطبہ کے درمیان سے اٹھ گئے اور خرید و فروش کے لئے بلند آواز کی طرف دوڑ پڑے آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ دیا۔ چنانچہ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے فقط بارہ ۱۲ افراد آنحضرتؐ کا خطبہ سننے والوں میں باقی رہ گئے تھے !!!!)

۱۹۱ نماز کے لئے دردِ و تلاش

- بعض لوگ اپنے بچوں کو مسجد کی خدمت میں نذر کر دیتے ہیں:

"نذرتُ لكَ ما في بطني محرّراً" (آل عمران/۳۵)

جناب مریم کی ماں نے کہا: خدایا! میں نے نذر کی ہے کہ میں اپنے بچے کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے ہر کام سے معاف و آزاد کردوں تاکہ پوری فرصت کے ساتھ بیت المقدس میں خدمت کرے لیکن جیسے مولود پر نظر پڑی اور دیکھا کہ لڑکی ہے تو عرض کی: خدایا! یہ لڑکی ہے اور لڑکی ایک لڑکے کی طرح آرام کے ساتھ خدمت نہیں کر سکتی۔

بہرحال اپنی نذر پر عمل کیا، بچے کا "پالنا" وغیرہ اٹھایا اور مسجد میں لے جاکر خدا کے نبی جناب زکریا علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔

- بعض لوگ نماز کی خاطر اپنے بال بچوں کی آوارہ وطنی، ہجرت اور دوری سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں:

"ربّنا انّی اسکنت من ذریّتی بوادٍ غیرِ ذی زرعٍ ربّنا لیقیموا الصّلوٰۃ" (ابراہیم / ۳۷)

جناب ابراہیم نے اپنے اہل و عیال کو مکہ کے ایک بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ دیا اور عرض کی: خدایا! میں نے اقامۂ نماز کی خاطر یہ کام کیا ہے۔

دلچسپ یہ ہے کہ مکہ کی بنا رکھنے والا شہر مکّہ میں آیا لیکن نماز کے لئے نہ کہ حج کے لئے! گویا جناب ابراہیمؑ کی نظر میں کعبہ کے گرد نماز پڑھا جانا طواف اور حج سے زیادہ اہم اور جلوہ گر تھا۔

- بعض لوگ اقامۂ نماز کی خاطر افزائش نسل کی دعا کرتے ہیں:

"ربّ اجعلنی مقیم الصّلوٰۃ ومن ذریّتی" (ابراہیم/۴۰)

(پالنے والے مجھے اور میری اولاد کو اقامۂ نماز کرنے والوں میں قرار دے)

انبیاء میں سے کسی بھی نبی نے جناب ابراہیمؑ کے جیسی مختلف اوقات میں اپنی اولاد و ذریت کے لئے دعا نہیں کی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے بھی ان کی ذریّت و اولاد کو حیرت انگیز برکتیں عطا کی ہیں یہاں تک کہ رسول اکرمؐ اپنا اسلام بھی جناب ابراہیمؑ کی دعاؤں کا نتیجہ کہتے ہیں۔

- بعض لوگ نماز کے لئے اپنے اہل و عیال پر دباؤ ڈالتے ہیں:

وأمر اهلك بالصّلوٰة واصطبر عليها

اپنے اہل (خاندان) کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور خود بھی اس (نماز) کو ادا کر)

پر صابر و ثابت قدم رہو۔

(اپنے بعد) انسان پر سب سے پہلی ذمہ داری اہل خاندان کی ہے لیکن چونکہ کبھی کبھی گھر والے انسان کے لئے مشکلات پیدا کر دیتے ہیں تو انسان کو چاہئے کہ وہ صبر اور استقامت سے کام لے۔ ماں باپ کو کلمہ " واصطبر علیہا " پر توجہ دینا چاہئے۔ اگر خود عمل کے ذریعہ تبلیغ نہیں کریں گے تو فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

- بعض لوگ اپنا بہترین وقت نماز میں صرف کرتے ہیں :

"واجعل افضل اوقاتك للصّلوٰة " (نہج البلاغہ/ نامہ ۵۳)

حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر سے فرماتے ہیں :

" اپنا بہترین وقت نماز کے لئے قرار دو۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:

" تمہارے تمام امور تمہاری نماز پر منحصر ہیں"

" وَاعلم انّ جمیع اعمالك تبع لصلوٰتك "

"یاد رکھو تمہارے تمام اعمال تمہاری نماز کے تابع ہیں۔"

- بعض لوگ دوسروں کو نماز کی تشویق دلاتے ہیں :

"وتواصوا بالحقّ "

تشویق زبان سے بھی ہوتی ہے اور عمل کے ذریعہ بھی :

اگر نمایاں چہرے نماز کی پہلی صف میں نظر آئیں ،

اگر لوگ مسجد جاتے وقت اچھے لباس اور اچھی خوشبو کا استعمال کریں،

اگر نماز تکلفات سے عاری سادے اور سریع انداز میں ہو، (یعنی پیش نماز صاحب سادگی سے کام لیں)
تو یہ چیزیں خود اقامۂ نماز کے لئے عملی تشویق کا سبب بنتی ہیں۔
حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ جیسے بزرگ نبی خانۂ کعبہ کی تطہیر پر مامور ہوتے ہیں اور یہ تطہیر نمازیوں کے داخلے کے لئے کی جاتی ہے پس
اگر حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ جیسے افراد نمازیوں کے لئے مسجد کی تطہیر کر سکتے تو ہم کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر بڑی بڑی شخصیتیں اقامہ نماز کی ذمہ داری قبول کر لیتی ہیں تو لوگوں کو نماز کی طرف دعوت دینے کے سلسلہ میں بہت زیادہ مؤثر ہوں گی۔
بعض لوگ اپنے اموال نماز کے لئے وقف کر دیتے ہیں حتی ایران کے بعض شہروں اور علاقوں میں لوگوں نے بادام اور اخروٹ کے درخت وقف کر دیئے ہیں کہ وہ نونہال بچے جو مسجد میں آتے ہیں اس کے پھل کھایا کریں (اور اس طرح بچوں میں بھی مسجد میں آنے کا شوق و رغبت بڑھتا ہے)
بعض لوگ اقامۂ نماز کے لئے سزائیں برداشت کرتے ہیں جیسا کہ گزشتہ شاہ کی قید میں رہنے والے انقلابی مؤمنین کو نماز پڑھنے پر مار کھانا پڑتی تھی۔
بعض لوگ اقامہ نماز کے لئے تیر کھاتے ہیں مثلاً جناب زہیر و سعید جو روز عاشورا امام حسین علیہ السلام کے آگے کھڑے ہوئے تاکہ امامؑ نماز ادا کر سکیں۔
بعض لوگ اقامہ نماز کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں جیسے ہمارے دور

کے شہدائے محراب آیت اللہ اشرفی اصفہانی، آیت اللہ دستغیب، آیت اللہ صدوقی، آیت اللہ مدنی اور آیت اللہ طباطبائی وغیرہ۔

اور بعض حضرات حالت نماز میں شہید ہو جاتے ہیں جیسے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔

۲۰ ترک نماز اور دوزخ کی مصیبتیں

قیامت میں جنتی اور دوزخی لوگوں کے درمیان بارہا گفتگو ہو گی۔ چنانچہ قرآن نے بھی اس گفتگو کی نقشہ کشی کی ہے۔ سورۂ مدثر میں اسی طرح کے مناظر میں سے ایک منظر اس طرح بیان ہوا ہے کہ اہل بہشت حضرت مجرموں سے سوال کریں گے: کس چیز نے تم کو دوزخ تک پہنچایا ہے؟

وہ جواب دیں گے: چار چیزوں کی وجہ سے، جن میں سے پہلی چیز: "لم نك من المصلّين" نماز کا پابند نہ ہونا ہے۔

دوسری چیز: "ولم نك نطعم المساكين" بھوکوں اور مسکینوں کی طرف سے بے توجہی،

تیسری چیز: "وكنّا نخوض مع الخائضين" فاسد معاشرے میں مضم ہو گئے اور

چوتھی چیز: "وكنّا نكذّب بيوم الدّين" ہم قیامت کے منکر تھے اس کو قبول نہیں کرتے تھے:

ترک نماز کے خراب نتائج کے سلسلہ میں بہت زیادہ روایات وارد

ہوئی ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب کی ضرورت پڑے گی۔

۲۱ تارک الصّلاۃ کوئی توقع نہ رکھے

توقع اور امید کا معنی دینے والے الفاظ جیسے رجاء، اَمَل، اُمنیّہ وسفاہت" وغیرہ کے درمیان معانی میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔

اگر ایک کسان کاشتکاری کے تمام قوانین کی رعایت کرے اور پھر فصل کاٹنے کا منتظر ہو تو یہ سالم "رجاء" یعنی صحیح امید و توقع ہے۔

اگر کسان نے کاشتکاری کے اصولوں کی اطاعت میں بعض اوقات کوتاہی سے بھی کام لیا ہے اور پھر بھی اچھی فصل کاٹنے کا امیدوار ہے تو یہ اَمَل اور آرزو ہے۔

اگر کسان نے کاشتکاری کے تمام رموز و مقررات کو بالکل پامال کر دیا ہے اور پھر بھی محصول کی امید رکھتا ہے تو یہ اُمنیّہ اور خام خیالی ہے۔ اگر کسان جَو بوئے اور گندم کاٹنے کی امید کرتا ہو تو یہ حماقت اور اگر انسان جَو بوئے اور گندم کاٹنے کی امید میں رہے یہ سفاہت و حماقت ہے۔[۱]

پہلی حتی دوسری قسم قابل قبول ہے چنانچہ ہم دعا میں پڑھا کرتے ہیں: انّ لنا فیك املاً طویلاً کثیراً۔ خدایا! ہماری طویل آرزوئیں تیری حد سے سوا بڑھی ہوئی معافی کے سبب ہیں۔

"انّ لنا فیك رجاءً عظیماً" خدایا! ہم تجھ سے بڑی بڑی امیدیں رکھتے ہیں

---

[۱] اسرار صلوٰۃ - ملکی صفحہ ۹

لیکن تیسری قسم کے سلسلہ میں قرآن نے مذمت کی ہے ۔ اہل کتاب (یہودی و عیسائی) کہا کرتے تھے کہ کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا مگر یہ کہ یہودی یا عیسائی ہو، قرآن کہتا ہے: ان کا یہ عقیدہ خام خیالی اور بے جا آرزوؤں پر مبنی ہے ۔

چوتھی قسم بھی حماقت ہے کیونکہ ایسا شخص امید و آرزو کرتا ہے کہ خدا نظام کائنات کو درہم و برہم کر ڈالے (ظاہر ہے جو بوئے گا وہی کاٹے گا)

خوش نصیبی و سعادتمندی ان لوگوں کے لئے ہے جو نماز اور خدا سے انس رکھتے ہیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں ۔ بے نمازیوں کو تو نجات اور کامیابی کی امید نہیں رکھنا چاہئے ۔

۲۲ نماز تمام عبادتوں کی قبولیت کی کنجی ہے ۔

نماز کی اہمیت کے سلسلہ میں بس یہی کافی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مصر میں اپنے نمائندے (محمد ابن ابی بکر) کے لئے لکھے جانے والے فرمان میں لکھا ہے: نماز اوّل وقت لوگوں کے ساتھ پڑھنا، کیونکہ تمہارے دوسرے تمام امور تمہاری نماز کے تابع ہیں ۔

روایات میں یہ بھی ہے کہ: اگر نماز قبول ہوگئی تو دوسری عبادتیں بھی قبول ہو جائیں گی لیکن اگر نماز رد کردی گئی تو دوسری عبادتیں بھی رد کردی جائیں گی دوسری عبادتوں کی قبولیت کا نماز کے قبول ہونے کے ساتھ وابستہ ہونا نماز کے کلیدی کردار کی نشاندہی کرتا ہے ۔

گویا اگر پولیس آپ سے ڈرائیونگ کی سند طلب کرے تو آپ چاہے کوئی بھی سند اور کتنا ہی معتبر تعارفی کارڈ پیش کریں پولیس قبول نہیں کریں گی ڈرائیونگ کے لئے اس کا مخصوص کارڈ ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر تمام دستاویز اور سندیں بے کار رہ جائیں گے نماز کی بھی کچھ ایسی ہی حیثیت ہے۔

۲۳ نماز پہلی اور آخری خواہش

بعض روایات میں ملتا ہے کہ نماز انبیاء کی پہلی خواہش بھی تھی اور اولیاء کی آخری وصیت و سفارش بھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی سوانح حیات میں ملتا ہے کہ آپ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری لمحات میں ایک بار آنکھیں کھولیں اور فرمایا: تمام عزیز و اقارب کو بلاؤ۔ اس کے بعد ان سے فرمایا: ہماری شفاعت ان لوگوں کے شامل حال نہ ہوگی جو نماز کو سبک اور حقیر تصور کرتے ہیں۔

۲۴ نماز اپنی آزمائش کا وسیلہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص خداوند عالم کے نزدیک اپنا مقام جاننا چاہتا ہے تو دیکھے کہ خدا کا مقام خود اس کے نزدیک کیا ہے[1]۔

اگر تمہارے نزدیک نماز کی اذان عظیم و محترم ہوئی تو تمہارا بھی

---

[1] بحار الانوار ج ۵، مطبوعہ بیروت ص۱۹۹

خدا کے نزدیک مقام ہے اور اگر تم نے اس کے حکم کی تعمیل کے سلسلہ میں لاپرواہی برتی ہو تو اس کے نزدیک تم کوئی مقام و منزل نہیں رکھتے ایسے ہی اگر نماز نے تم کو برائیوں اور گناہوں سے روکا ہے تو یہ بھی نماز کی قبولیت و تاثیر کی علامت ہے۔

۲۵ قیامت میں پہلا سوال نماز کے بارہ میں

حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال اور حساب کتاب ہوگا وہ نماز ہے۔[۱]

بحار الانوار ج، ص۲٦٧ بیروت چاپ

دوسرا حصّہ

نماز کا فلسفہ اور روح

۲۶ نماز خدا کی یاد ہے

خداوند عالم جناب موسیٰ سے فرماتا ہے:

"اقم الصّلوٰۃ لذکری"

میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

قلب کے ساتھ یاد، ایک مخصوص روش کے ساتھ خداوند عالم کی یاد، بالکل انوکھے طریقے سے، جس میں انسان کے تمام اعضاء سر سے پیر تک شریک ہوتے ہیں، وضو کے وقت سر کا بھی مسح کرتے ہیں اور پیر کا بھی، سجدہ میں پیشانی بھی زمین پر رکھی جاتی ہے اور پیر کا انگوٹھا بھی، زبان بھی حرکت کرتی ہے اور دل بھی اس کی یاد میں مشغول رہتا ہے، نماز میں آنکھیں بھی سجدہ گاہ کی جانب نیم وا حالت میں گڑی رہنا چاہئے، بدن کا کچھ حصہ ڈھکا رہنا چاہئے۔ حالت رکوع میں کمر خم ہو جائے، دونوں ہاتھ "اللہ اکبر" کہتے وقت ہاتھ بلند ہوں، گردن سیدھی اور رکوع میں کھنچی ہوئی رہے۔ بہرحال نماز میں تمام اعضاء کسی نہ کسی رخ سے خدا کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں۔

۲۷ نماز اور خدا کا شکر

اسرار نماز میں سے ایک ولی نعمت کا شکر یہ بھی ہے قرآن میں ارشاد ہے: (عبادت کرو اس خدا کی جس نے تم کو اور تمہارے آباء واجداد کو خلق کیا ہے، یعنی تم سب کا وجود اسی کی ذات سے ہے)

"وا عبدوا ربّکم الّذی خلقکم والّذین من قبلکم"

ولی نعمت کا شکریہ ادا کرنا ایک اہمیت رکھتا ہے۔

سورۂ کوثر میں ہے: "ہم نے تم کو" کوثر" عطا کیا ہے لہٰذا نماز پڑھا کرو" "انّا اعطیناک الکوثر فصلّ" یعنی ہماری عطا و بخشش کے لئے تشکرانہ کے طور پر نماز قائم کرو۔ نماز شکر کی ادائیگی کی ایک بہترین صورت ہے، جس کا خداوند عالم نے خود ہی طریقہ و شیوہ بیان کیا ہے، اور تمام انبیاء و اولیاء نے اس طریقے پر عمل بھی کیا ہے، نماز ایک ایسا شکریہ ہے جو عمل کے ذریعے بھی ہے اور زبان کے ذریعہ بھی دائمی بھی ہے اور تعمیر ساز بھی۔

۲۸ نماز اور قیامت

قیامت اور روز حشر کی نسبت لوگوں کے کئی گروہ ہیں :۔

۱۔ کچھ قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں :

"ان کنتم فی ریب من البعث"

"اگر تم قیامت کے بارے میں شک کرتے ہو۔"

۲۔ بعض لوگ قیامت کے بارے میں گمان رکھتے ہیں :

"یظنّون انّہم ملا قوا اللّٰہ۔"

"گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا سے ملاقات کریں گے؟"

۳۔ بعض لوگ قیامت پر یقین کرتے ہیں:

"وَبالآخرۃ ھم یوقنون"

۴- بعض لوگ قیامت کے منکر ہیں:

"وکنا نکذّب بیوم الدّین"

(ہم روز جزاء کی تکذیب کرتے تھے)

۵- بعض لوگ قیامت پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں:

"نسوا یوم الحساب"

قرآن نے شک کو دور کرنے کے لئے استدلال کیا ہے، مومنین اور گمان رکھنے والوں کی (ان کے اعتبار سے) تعریف کی ہے اور (قیامت کے) منکرین سے دلیل طلب کی ہے کہ تمہارے انکار کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اور پانچویں گروہ کو بار بار ٹھوکا دیا ہے کہ فراموش نہ کریں۔

نماز بھی شک کو برطرف اور غفلتوں کو (خدا کی) "یاد" میں تبدیل کرتی ہے۔

نماز میں انسان "مالک یوم الدّین" کہہ کر ہر چوبیس[۲۴] گھنٹے میں کم از کم دس مرتبہ خود اپنی جگہ قیامت کے بارے میں ذکر و یاد دہانی کرتا ہے۔

(۲۹) نماز اور راہِ مستقیم

ہم لوگ روزانہ نماز میں خداوند عالم سے راہِ مستقیم (پر گامزن رہنے) کی دعا کرتے ہیں۔ انسان کو ہر وقت ایک نئی فکر لاحق ہوا کرتی ہے، دوست بھی اور دشمن بھی، اپنے بھی اور پرائے بھی، سرکشی پر آمادہ افراد بھی اور شیطانی وسوسے پیدا کرنے والے بھی، نصیحت و تشویق یا خوف و خشت

اور پروپیگنڈے کے مختلف طریقوں سے کام لے کر انسان کے سامنے ایک سے ایک راہیں بیان کرتے ہیں اور اس طرح منصوبہ سازیاں کرتے ہیں کہ سوائے الٰہی امداد کے انسان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ ہوا و ہوس پر مبنی ان تمام راہوں سے نجات حاصل کرے اور مختلف روشوں کے درمیان الجھن کا شکار ہوئے بغیر راہ مستقیم طے کرتا رہے۔

اھدنا الصراط المستقیم

ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کرتا رہ

صراط مستقیم یعنی :

۱۔ وہ راہ جو خدا اور اس کے اولیاء کی راہ ہے۔
۲۔ وہ راہ جو ہر طرح کی خطا اور انحراف سے پاک ہے۔
۳۔ وہ راہ جو ہم کو چاہنے والے کی بنائی ہوئی ہے۔
۴۔ وہ راہ جو ہماری ضرورتوں کے جاننے والے نے بنائی ہے۔
۵۔ وہ راہ جو جنت سے ملاتی ہے۔
۶۔ وہ راہ جو صحیح و سالم فطرت سے ہم آہنگ ہے۔
۷۔ وہ راہ جس پر چلتے ہوئے دنیا سے چلے جائیں تو شہید کہلائیں
۸۔ وہ راہ جو عالم بالا سے وابستہ اور ہمارے علم سے بلند ہے۔
۹۔ وہ راہ جس پر چل کر انسان کو شک نہیں ہوتا۔
۱۰۔ وہ راہ جس پر چل کر انسان شرمندہ نہیں ہوتا۔
۱۱۔ وہ راہ جو تمام راہوں سے زیادہ نزدیک، روشن و واضح اور صاف

ستھری ہے۔

۱۲۔ مختصر یہ کہ وہ راہ جو انبیاء، شہداء، صالحین اور صادقین کی راہ ہے یہی تمام چیزیں راہ مستقیم و راہ حق کی نشانیاں ہیں جس کا پہچاننا بڑا مشکل اور دشوار کام ہے۔ اس پر چلنے اور مضبوطی سے ڈٹے رہنے کے لئے ہمیشہ خدا کی مدد کی ضرورت ہے۔

۳۰ نماز، شیاطین سے جنگ

ہم سب لفظ محراب سے واقف ہیں، یہ لفظ قرآن میں حضرت زکریا علیہ السلام کی نماز کے سلسلہ میں بھی استعمال ہوا ہے:

"ھو قائم یصلّی فی المحراب" (آل عمران / ۳۹ - ۳۸)

نماز میں کھڑے ہونے کو "محراب میں قیام" کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے اور محراب کے لغوی معنی "محل جنگ" کے ہیں۔ چنانچہ محراب عبادت میں قیام اور نماز بھی ابلیس اور شیطان سے جنگ ہے۔

۳۱ محراب۔ میدان جنگ

اگر انسان روزانہ کئی بار ایک ایسی جگہ جائے کہ جس کا نام ہی میدان جنگ ہو۔ ہوس و شہوت سے جنگ، شیطانوں، طاغوتوں اور سرکشوں سے جنگ تو اس تعبیر کا استعمال ایک فرد یا معاشرہ کی زندگی میں کتنا زیادہ مؤثر ہونا چاہیئے اس سے قطع نظر کہ آج کل غلط تہذیب و روایات کی بناء پر ان محرابوں

کو حجلۂ عروسی سے بھی زیادہ سجایا اور بنایا جاتا ہے اور ان زرد جواہر کی مینا کاریوں اور پھول پتیوں کی کاشی کاریوں سے میدان کی صورت ہی بالکل بدل کے رکھ دی ہے یعنی محراب شیطان کے بھاگ جانے کے بجائے جولانیاں دکھانے کی جگہ بنا دی جاتی ہے۔

ایک روز پیغمبر اسلامؐ نے فاطمۂ زہراء سلام اللہ علیہا سے فرمایا: میرے سامنے سے یہ پردہ ہٹا دو کیونکہ اس پر نقاشی اور پھول پتیاں بنی ہوئی ہیں جو حالت نماز میں توجہ اپنی طرف کھینچ سکتی ہیں۔

لیکن آج ہم لوگ بڑی بڑی رقم خرچ کر کے محراب کو سنگ مرمر اور کاشی کاری سے مزین کرتے ہیں۔

نہیں معلوم کہ آخر کیوں ہم مذہبی رسوم اور ہنر معماری کے نام پر اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں؟ اسلام جس قدر بھی گہرائی لیکن ملاوٹ کے بغیر پہنچوایا جائے اتنا ہی زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔ سوچئے ہم نے ان تمام سجاوٹوں کی بنیاد پر کتنے لوگوں کو مسجد کی طرف مائل اور اس سے مانوس کیا ہے، اب اگر محراب و مسجد کو سجانے میں خرچ ہونے والا بجٹ دوسرے ضروری و اہم امور پر صرف ہو تو کتنے لوگ مسجد کی طرف جذب ہوں گے؟

۳۲ سستی دور کرنے کا وسیلہ

حضرت امام رضا علیہ السلام نماز جماعت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

نماز جماعت کے آثار میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سست لوگوں کو عمل خیر کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جیسے ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقدس نام زبان پر جاری ہوتا ہے تو آپ کے محب اور چاہنے والے فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں غمگین اور مضمحل لوگ بھی جب دوسروں کو اس طرح تعظیم کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ سست اور اداس لوگوں کے لئے عملی تشویق کا وسیلہ ہے۔

۴۴ جناب موسیٰ کو پہلے نماز کا حکم ہوا

اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصّلاۃ لذکری

(طٰہٰ/۱۴)

جناب موسیٰ اپنی زوجہ کے ساتھ کہیں چلے جا رہے تھے۔ جناب موسیٰؑ نے کسی طرف آگ روشن دیکھا تو اپنی زوجہ سے بولے کہ میں جاتا ہوں اور گرم ہونے کے لئے آگ لے آتا ہوں۔ جناب موسیٰ چلے، خطاب ہوا: اننی انا اللہ (اے موسیٰ میں ہوں تمہارا خدا جو تم سے باتیں کرتا ہے)۔ گویا توحید کے فوراً بعد نماز کا حکم صادر ہوا۔

اب خود بخود یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ نماز اور توحید کے درمیان بہت ہی قریبی اور گہرا رابطہ ہے، توحید کا عقیدہ ہم کو نماز کی طرف لے جاتا

ہے اور نماز ہماری توحید یعنی یگانہ پرستی کی روح کو زندہ کرتی ہے، آپ ہر رکعت میں سوروں کے بعد، رکوع کے بعد، ہر سجدہ کے قبل و بعد نماز کو شروع اور تمام کرتے وقت "اللّٰہ اکبر" کہتے ہیں جو مستحب ہے۔ اور یہ نماز کے درمیان جگہ جگہ (قلب کی یکسوئی کے ساتھ) تکبیریں کہنا، رکوع و سجود میں تسبیح و ذکر پڑھنا اور تیسری و چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ کے دوران "لا الٰہ الا اللّٰہ" جو ہم کہا کرتے ہیں یہ تمام چیزیں روح توحید پر صیقل کا کام کرتی ہیں اور ایمان میں تازگی پیدا کرتی ہیں۔

۳۴ نماز سے بھاگنا تباہی کی طرف میلان کا سرچشمہ

فخلف من بعدھم خلفٌ اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوٰت

(مریم/ ۵۹)

"انبیاء کے بعد کچھ لوگ ان کے جانشین قرار پائے انھوں نے نماز کو ضائع کیا اور شہوت پرست ہو گئے۔"

اس آیت میں پہلے نماز کو ضائع کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے بعد شہوت کے دام میں گرفتار ہونے کے سلسلے میں گفتگو کی گئی ہے۔ چونکہ نماز ایک ایسی ریسمان ہے جو خدا سے ارتباط برقرار رکھتی ہے، پس اگر یہ ٹوٹ گئی تو تباہی کے گڑھے میں گرنا حتمی اور لازمی امر ہے، جس طریقے سے اگر تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے بکھر کر گم ہو جاتے ہیں۔

تمام ادیان کے عبادت خانوں کی حفاظت میں خون دیا جاسکتا ہے۔

سورۂ حج کی ۴۰ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے: اگر حریت پسند جوشیلے مومنین اسلحہ ہاتھ میں لے کر مفسدین اور تفرقہ ڈالنے والوں سے جنگ نہ کریں ان کو ختم نہ کریں تو عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کی تمام مسجدیں اور عبادتگاہیں ویران ہو جائیں:

"ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بيعٌ وصلوات و مساجد يذكر فيها اسم الله كثيراً"

(اگر خدا ان لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ کرتا رہتا تو عیسائیوں یہودیوں، مجوسیوں، اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں: دیر، کلیسا، کنیسہ اور مسجدیں کب کی ویران ہو گئی ہوتیں جن میں کثرت سے خدا کا ذکر ہوتا ہے۔)

صوامع صومعہ کی جمع ہے: جس کے معنی ہوتے ہیں، آبادی سے باہر بنائی جانے والی عبادت گاہ - دیر: جہاں زاہد منش عبادتیں کرتے ہیں۔ بیع لفظ: بیعہ کی جمع ہے جس سے مراد نصاریٰ کی عبادت گاہ ہے کہ جس کو آج کلیسا کہا جاتا ہے۔ اور "صلوات" لفظ صلوٰۃ کی جمع ہے جس سے مراد یہودیوں کی عبادت گاہ "کنیسا" ہے جس کو بعض لوگوں نے عبرانی زبان کے کلمہ "تلوتا" کی عربی قرار دیا ہے اور مساجد مسجد کی جمع ہے کہ جو مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔ بہرحال خون دے کر نماز اور عبادت گاہوں کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

۳۶ طہارت اور قلب کی سلامتی

جیساکہ اسلام نے نماز کے لئے ظاہری طہارت وضو، غسل اور تیمم کے سانچے میں قرار دی ہے، نماز کی قبولیت کے لئے باطنی طہارت کی بھی ضرورت ہے قرآن نے جگہ جگہ دل کی پاکیزگی کی طرف اشارہ کیا ہے، کبھی کہا: تنہا قلب سلیم ہے جو خداوند عالم کی بارگاہ میں اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قلب سلیم وہ قلب ہے کہ جس میں شک اور شرک کے لئے گنجائش نہ ہو۔

حدیث میں ہے کہ خداوند عالم تمہاری روح پر نظر رکھتا ہے نہ کہ تمہارے جسم پر۔

بہرحال نماز بھی قرآن کریم کی طرح ظاہر و باطن رکھتی ہے، جو اعمال ہم انجام دیتے ہیں اگر صحیح ہو تو وہ نماز کا ظاہری پیکر ہے جہاں سے انسان کی باطنی پرواز شروع ہوتی ہے۔

وہ نماز جو معرفت و عشق کی اساس پر قائم ہو۔

وہ نماز جو اخلاص و محبت پر استوار ہو۔

وہ نماز جو خضوع و خشوع کے ساتھ ہو۔

وہ نماز جو غرور و تکبر، ریا و تزویر اور حیرت و سرگردانی سے دور ہو۔

وہ نماز جو زندگی ساز اور حرکت آفرین ہو۔

وہ نماز جس میں قلب ہوا و ہوس اور ہر طرح کے مرض سے پاک ہو۔

وہ نماز جس کی شعاعیں مصنف کے دماغ نے درک کی ہیں
بیان کی ہیں اور تحریر کی ہیں۔ لیکن اپنی تمام عمر میں ویسی ایک رکعت بھی
پڑھنے کی لیاقت اور صلاحیت پیدا نہ ہو سکی ہے۔

تیسرا حصّہ

نماز کے معنوی پہلو اور مطالب

۳۷ نماز اور صداقت

جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے، اس کے ساتھ گفتگو کرنا بھی دوست رکھتا ہے جو لوگ زبان سے خدادوستی اور خداخواہی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن نماز سے دلچسپی نہیں رکھتے، یا نماز میں دل نہیں لگتا، اپنے دعوے میں صداقت نہیں رکھتے، نماز اس عہد و پیمان کی مقدار آزمانے کے لئے میزان و معیار ہے کہ جس کا انسان اظہار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منافق کی نماز میں اس کے تمام اعمال کی مانند سچائی اور صداقت نہیں پائی جاتی۔

۳۸ نماز اور زینت و آرائش

معنوی خضوع و خشوع، حضور قلب اور پوری توجہ کہ جس کی اسلام نے تاکید کی ہے اور مومن کی علامتوں میں سے قرار دیا ہے اور جس کی اہمیت یہاں تک ہے کہ اگر کوئی نماز توجہ کے ساتھ نہ پڑھی جائے تو قبول نہیں ہوتی، نماز کا وہی حصہ قابل قبول ہے کہ جو حضور قلب اور توجہ کے ساتھ ادا ہو۔ لیکن ان سب کے باوجود اسلام نے تاکید کی ہے کہ نماز پاک و پاکیزہ، عطر و گلاب سے معطر نئے اور بہترین لباس میں پورے وقار اور آرام سے پڑھی جائے۔

یہاں تک کہ جس وقت امام زین العابدین علیہ السلام مسجد کی طرف جاتے تھے تو بعض لوگ امام علیہ السلام سے کہتے: گویا آج آپ دلہن کے گھر جا رہے ہیں!

امام فرماتے: "نہیں!، میں تمام حسن اور زیبائیوں کے خالق سے ملاقات

کے لئے جارہا ہوں۔ خاص طور پر عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ جس طرح سے چاہیں نماز کے لئے اپنے کو آراستہ کریں اور سنواریں یعنی نماز کے وقت ولو سادے اور معمولی زیورات سہی ضرور پہن لیا کریں۔

(۳۹) نماز فائدہ بخش معاملہ

خداوند عالم فرماتا ہے:

"اذکرونی اذکرکم"

"تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔"

ہمارے یاد کرنے سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن خداوند عالم کا ہمیں یاد کرنا اس کا لطف ہمارے شامل حال کر دیتا ہے، ہماری لغزشوں (گناہوں) کو بخش دیتا ہے، ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے، ہماری مشکلوں کو آسان بنا دیتا ہے، اس کا لطف ہمارے لئے نہایت درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ پس نماز میں ہم جو خدا کی یاد کرتے ہیں، اس کا مطلب گویا یہ ہے کہ ہم نے ایک بے قیمت شئے کے بدلے قیمتی مال حاصل کیا ہے۔

ہم نے ایسی ذات کو یاد کیا ہے کہ جس کو ہمارے یاد کرنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے:

"انّ اللّٰہ لغنی عن العالمین"

"خداوند عالم تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔"

لیکن اس طرح ہم نے خداوند عالم کی یاد اپنی طرف جذب کر لی ہے۔ گویا

درحقیقت ہم نے تمام کمالات حاصل کرلئے ہیں چنانچہ یہ ایک فائدہ بخش معاملہ ہے جس کی طرف خداوند عالم نے ہم کو دعوت بھی دی ہے۔

(۴۵) نماز اور سکون

"تنہا جس مشکل کو علم و صنعت کی دنیا آج تک حل نہیں کرسکی ہے وہ روحی سکون اور آرام کا مسئلہ ہے۔ ہر روز نفسیاتی بیماریوں کے گوشوارے اور دوا کھانے کے جنون میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کوئی بھی چیز انسان کو سکون اور آرام نہیں دیتی صرف خداوند عالم کی یاد، عشق و محبت، اور اس پر توکل و ایمان کے اندر سکون قلب میسر ہے۔

جی ہاں! نماز خدا کی یاد ہے اور فقط خدا کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔ ہر شخص ایسے لوگوں سے بخوبی واقف ہے کہ علمی و تخلیقی صلاحیتیں موجود ہیں مال اور اقتدار بھی حاصل ہے، لیکن ان کو وہ آرام و سکون حاصل نہیں جس کی ایک انسان کو ضرورت ہوتی ہے، ان کے مقابل تنگدست اور غریب لوگ ہیں کہ جن کے یہاں سرچشمہ ہستی خدا پر ایمان کی وجہ سے مطمئن ہیں اور سکون سے رہتے ہیں، وہ ایک خاص اعتقاد اور فکر و نظر کے حامل ہیں جس کے ذریعہ وہ ہر طرح کے تلخ اور شیریں حادثات و مشکلات کو قبول کرتے ہیں اور ان کے لئے منطقی دلیل و تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

جی ہاں خداوند عالم کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے اور خدا کی بہترین یاد یہی نماز ہے، آج انسان کے یہاں علم اور مہارت کی کمی نہیں ہے

بلکہ سکون دل کا فقدان ہے ۔ نہ تو فرعونوں کو آرام حاصل ہے اور نہ ہی بڑی طاقتوں کو سکون میسر ہے، نہ تو دولت کے پجاری قارونوں کو سکون نصیب ہے نہ ابولہبوں اور دو روئی کے حامل منافقوں کو، چین میسر ہے، نہ ہی زر وزور کے عاشق درباری ملّاؤں کو سکون ہے نہ ہی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے استادوں کو، ہاں ہم نے جس شخص کو اپنے زمانے میں مطمئن اور پُرسکون و باوقار دیکھا ہے وہ امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات تھی چنانچہ جب وہ ۱۲ بہمن ۱۳۵۷ھ ہجری شمسی (اوّل فروری ۱۹۷۹ء) کو ایران واپس آنے کے لئے ہوائی جہاز میں بیٹھے ہیں تو کسی رپورٹر نے ان سے پوچھا: اس وقت آپ کے احساسات کیا ہیں ؟

فرمایا : کچھ بھی نہیں ۔ جبکہ ابھی شہنشاہی حکومت قائم تھی اور ہوائی جہاز کے سرنگوں ہونے کا امکان بھی موجود تھا ۔

اپنے وصیت نامہ میں بھی آپ نے لکھا ہے "میں خدا کی طرف مطمئن اور پُرسکون قلب کے ساتھ جا رہا ہوں ۔"

یہ دل کا سکون زر و جواہرات اور قدرت و شہرت کی بنا پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کا سبب خداوند عالم سے ارتباط ہے جس کی بہترین نوع اور قسم نماز ہے ۔

۴۱ نماز یعنی ایمان

تقریباً پندرہ سال تک لوگوں نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن

جب انھوں نے دیکھا کہ قبلہ (بعض دلائل کے سبب جو سورہ بقرہ میں ذکر ہوئے ہیں) کعبہ کی طرف منتقل ہوگیا تو مسلمانوں کو فکر لاحق ہوئی کہ ہماری گزشتہ نمازیں کیا ہوں گی ان کا حکم کیا ہے ؟

اس فقہی مسئلہ کے بارے میں جب انہوں نے پیغمبر اسلامؐ سے پوچھا تو آیت نازل ہوئی کہ تمہاری گزشتہ نمازیں صحیح ہیں، خداوند عالم تمہاری نمازوں کا ثواب ضائع نہیں کرے گا، لیکن جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے :

"وما كان الله ليضيع ايمانكم"

"کہ خداوند عالم تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا"

یعنی آیت بجائے اس کے کہ کہے تمہاری نمازیں ضائع نہیں ہوں گی کہتی ہے کہ تمہارا ایمان ضائع نہیں ہوا وہ محفوظ ہے۔ پس یہ تعبیر دلالت کرتی ہے کہ نماز یعنی ایمان اور ترک نماز یعنی ترک ایمان۔

۴۲ نماز اور خدا کی بزرگی

نماز میں پہلا واجب کلمہ "اللہ اکبر" ہے۔ جس شخص کے نزدیک خدا بڑا اور عظیم ہوگا اس کے نزدیک تمام چیزیں، ہیچ اور چھوٹی ہوجائیں گی۔

جی ہاں ! جو لوگ ہوائی جہاز میں بیٹھتے ہیں جیسے ہی آسمان کی بلندیوں پر پہنچتے ہیں، زمین کے بڑے بڑے گھر، حتیٰ تمام محلّے اور شہر ان کی نظر میں چھوٹے چھوٹے ہوجاتے ہیں اور جس قدر ان کی پرواز اونچی ہوتی جائے گی اسی قدر ان کو زمین چھوٹی دکھائی دے گی۔

چنانچہ (بلاشبہ) جس شخص کی نظر میں خدا کی عظمت و بزرگی ہو اس کی نگاہ میں غیروں کی کوئی عزت و قعت نہ سمائے گی۔ اب طاغوتیت، مال و دولت، طاقت و قدرت اور شہرت و مقام ساری چیزیں اس کے نزدیک حقیر اور بے قیمت ہو جائیں گی۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں متقین کے صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"عظم الخالق فی اعینهم فصغر مادون ذالك فی انفسهم"

جیسے ہی مومنین کی آنکھوں میں خداوند عالم عظیم ہوا، اس کے علاوہ جیسا اور جو کچھ بھی ہے وہ سب معمولی اور چھوٹا دکھائی دے گا۔

اب اگر دنیا کی وقعت ہماری نظروں سے گر جائے اور اس کی کوئی حقیقت ہمارے نزدیک نہ ہو تو ہمارا لگاؤ اس سے خود بخود کم ہو جائے گا اور پھر لازمی طور پر ہم لوگ مال و دولت اور مقام کے لئے اس قدر جرائم اور گناہوں کے مرتکب نہ ہوں گے۔

حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اپنی گفتگو میں فرمایا کرتے تھے:

"آمریکا ہیچ غلطی نمی تواند بکند"

"امریکہ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا"

یہ محض ایک کھوکھلا شعار اور نعرہ نہیں ہے بلکہ جو شخص ایک عمر اس یقین کے ساتھ گزار چکا ہو کہ خدا بزرگ اور عظیم ہے اس کے سامنے امریکا کیا چیز ہے۔ ہر چیز اور ہر حادثہ اس کے نزدیک معمولی آسان ہے۔

عصر عاشورا جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں :

"ربنا تقبل منا هذا القليل"

"خدایا! ہماری یہ تھوڑی سی قربانی قبول فرما۔"

واقعۂ کربلا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ایک بہت بڑا حادثہ ہے، لیکن جس کی نگاہ میں خدائے عظیم کی ذات ہو وہ اس عظیم حادثہ کو بھی معمولی اور کم سمجھتا ہے۔

اور پھر بنی امیہ کی حکومت نے جب آپؑ سے سوال کیا کہ کربلا میں آپ نے کیا دیکھا؟ جناب زینبؑ نے فرمایا:

"ما رأيت الا جميلا"

سوائے اچھائی اور زیبائی کے میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔

عارفانہ بصیرت میں خداوند عالم کے تمام امور حکمت و مصلحت سے لبریز ہوتے اور تربیت و زیبائی کے پہلو رکھتے ہیں۔

۴۳ نماز اور اخلاص

نماز میں اول سے آخر تک قصد قربت اس کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ہم نماز کے مستحبات و واجبات میں ایک حرف بھی غیر خدا کے لئے انجام دے دیں تو نماز باطل ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر نماز کی جگہ اور اس کا وقت کسی غیر خدا کے لئے معین کریں تو نماز باطل ہے، حتی اگر وہ حالت اور شکل جو نماز کے وقت

ہم اختیار کرتے ہیں خدا کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے ہو تو نماز باطل ہے۔
بنا بریں نماز کا عبادت ہونا موقوف ہے اس بات پر کہ انسان کسی طرح کا بھی غیر خدا کے لئے قصد نہ رکھتا ہو اور بہ قصد قربت نماز شروع کرنے کے بعد سے آخر نماز تک اسی طرح برقرار رہنا چاہئے۔
ظاہر ہے اگر انسان نماز کے درمیان دنیا کی تمام چمک دمک سے دور ہر طرح کی کششوں اور رغبتوں سے اپنا دل خالی کرلے اور اپنی روح کی معنوی رسی خدا کی ذات مقدس سے باندھ لے اور اس طرح خدا سے راز و نیاز کرے کہ کسی غیر کا وہاں گزر بھی نہ ہو سکے تو گویا اس نے ایک اہم چیز حاصل کرلی ہے۔

ہم نماز میں "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کہکر اس کی خالص بندگی و عبودیت کا اعتراف کرتے ہیں اور یہ اخلاص خود خداوند منان سے طلب کرتے ہیں۔

۲۲ نماز، میزانِ آزمائش

قرآن میں ارشاد ہے:

"وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین" (بقرہ/۴۵)

نماز ایک سنگین وزن ہے مگر یہ کہ جو لوگ (خدا کے حضور) خاشع اور مطیع ہیں۔ (یعنی اللہ کے مطیع بندوں کو نماز بار محسوس نہیں ہوتی)

بہرحال جس وقت بھی احساس ہو کہ نماز ہمارے لئے بار ہے تو ہم کو جان لینا چاہیئے کہ ہمارے یہاں خدا کی نسبت خضوع و خشوع اور خودسپردگی باقی نہیں رہ گئی ہے اور خشوع و خضوع کا چلا جانا خدا سے تکبر اور لاپروائی کا پیش خیمہ ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام ماہ رمضان کی دعائے سحر میں جو دعائے ابوحمزۂ ثمالی کے نام سے مشہور ہے، اپنی مناجات کے ضمن میں نماز کے وزن اور سختی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدایا! نماز کے وقت میں اپنے اندر سرور و نشاط کیوں نہیں پاتا؟!
شاید تو نے مجھے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا ہے،
شاید بیہودہ بکواس کی وجہ سے میری توفیق کم ہو گئی ہے،
شاید تو مجھے سچا نہیں جانتا،
شاید مجھ پر برے دوستوں نے اثر ڈالا ہے، وغیرہ وغیرہ۔
بہرحال نماز کا بار محسوس ہونا خطرہ کی علامت ہے۔

(۲۵) نماز، لطف کا دروازہ، جو ہر ایک کیلئے کھلا ہے۔

خداوند متعال کے علاوہ دوسرے افراد کے یہاں یا تو لطف و احسان پایا نہیں جاتا یا پھر ان کا لطف بہت ہی ناچیز اور محدود ہے، لوگ یا تو دوسروں کے ساتھ لطف و احسان سے پیش نہیں آتے، یا ہزار مرتبہ

منّت و سماجت کے بعد معمولی سی محبّت دکھاتے ہیں اور اگر کسی کے ساتھ کوئی لطف کرتے بھی ہیں تو خود ان کا سرمایہ کم ہو جاتا ہے ۔ لیکن :

۱۔ خداوند عالم کے لطف و احسان کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔

۲۔ اس کے لطف کا دروازہ ہمیشہ سب کے لئے کھلا ہے ۔

۳۔ اس نے خود اس میں داخل ہونے کی دعوت دی ہے ۔

۴۔ وہ اپنے دائرہ لطف میں لوگوں کے داخلے سے خوش ہوتا ہے

۵۔ وہ لوگوں کو کسی تحفے اور رشوت کے بغیر خالی ہاتھ قبول کرتا ہے ۔

۶۔ خدا سے ارتباط اور اس کے الطاف سے بہرہ مند ہونے کے لئے نہ زمانے کی ضرورت ہے ، نہ زمین کی ، نہ کسی کا وسیلہ درکار ہے نہ قانون ، نہ تعلقات و رابطے کی ضرورت ہے نہ کسی شرط و شروط کی ، فقط قلبی و درونی صداقت کافی ہے صادقانہ طور پر ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور مخلصانہ طور پر اس سے مدد طلب کریں ۔

(۷۶) نماز، تکرار نہیں، معراج کا سلسلہ ہے ۔

بعض لوگوں کے تصور کے خلاف ؛ جو نماز کو محض ایک تکراری عمل تصور کرتے ہیں ، نماز ترقیوں کا زینہ ہے ، جس قدر حضور قلبی کے ساتھ

نماز پڑھی جائے گی بلندی ملتی جائے گی، اگرچہ ظاہر میں رکوع و سجود کی تکرار ہوتی ہے لیکن در حقیقت نماز اس پھاوڑے کی طرح ہے کہ جس کے ذریعہ چشمہ کھودا جاتا ہے۔ پھاوڑا زمین پر بار بار مارا جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس کی ہر ضرب خود کو زمین کے پانی سے قریب کرتی جاتی ہے، زینے پر بڑھنے والا ہمارا ہر قدم ہم کو معراج کی ایک اور بلندی عطا کرکے آسمان تقرب الٰہی سے نزدیک کرتا جاتا ہے۔

آپ جس قدر بھی زیادہ قرآن پڑھیں گے اسی قدر مطالب زیادہ درک کریں گے۔

آپ جس قدر بھی خوشبودار پھول سونگھیں گے اتنا ہی زیادہ لطف اندوز ہوں گے۔

حج کے لئے جتنا زیادہ سفر کریں گے اتنا ہی زیادہ اس سے بہرہ مند ہوں گے اور تازہ اسرار سے لطف اٹھائیں گے۔ بہرحال بظاہر نماز میں تکرار عمل ہے لیکن حقیقت میں یہ انسان کو معراج اور گہرائی عطا کرتی ہے۔

چوتھا حصّہ

نماز کے تربیتی پہلو

۴۷ نماز اور طبیعت

نماز محض ایک قلبی رابطہ نہیں ہے بلکہ لوگوں کے درمیان رہ کر طبیعت سے استفادہ کرتے ہوئے انجام دیا جانے والا عمل ہے، آسمان کی طرف نظر اٹھانا چاہئیے کہ نماز کے وقت کا تعین ہو سکے، ستاروں کی طرف نگاہ کرنا چاہئیے کہ قبلہ کی شناخت ہو سکے، پانی کی طرف توجہ کی جائے کہ پاک، صاف، مطلق اور حلال ہو، مٹی کا جائزہ لیا جائے کہ سجدہ اور تیمم کے لئے ضروری شرائط اس میں موجود ہوں، عام طبیعت سے منھ موڑ کر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سحر کے وقت آسمان اور ستاروں کی طرف نگاہ کرتے اور غور و فکر کرتے ہوئے فرماتے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً

پروردگارا! ان کو تو نے بے کار خلق نہیں کیا ہے۔

اس کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے عالم طبیعت کے بارے میں غور و فکر کرنا معرفت خدا کی راہوں میں سے ایک راہ ہے، سعدی کہتے ہیں:

"ہر وہ سانس جو ہم اندر کی طرف کھینچتے ہیں، زندگی میں مددگار بنتی ہے، اور جب پلٹ کر باہر نکلتی ہے فرحت و سکون کا باعث بنتی ہے معلوم ہوا کہ ہر سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں اور ہر نعمت پر خدا شکر واجب ہے۔"

جی ہاں! اگر سانس اندر کی طرف نہ جائے تو گویا ہم زندہ نہیں رہ سکتے یا اگر پلٹ کر نہ آئے تو بھی زندہ نہیں رہ سکتے بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : ہر سانس کے لئے ہزاروں نعمتیں لازم ہیں ۔ صرف دو نعمتیں نہیں ۔ کیونکہ درخت کے پتے بھی انسان کے سانس لینے میں مدد کرتے ہیں، اگر پودے کاربن ڈائی آکسائڈ کو آکسیجن میں تبدیل نہ کریں تو ہم کیسے سانس لے سکیں گے ؟ بلکہ (انسان کی) ہر سانس میں دریائی نہنگ کی مدد بھی کارفرما ہے کیونکہ شب و روز لاکھوں ، چھوٹے چھوٹے حیوانات سمندروں میں مرجاتے ہیں اگر یہ نہنگ ان کو کھا کر دریاؤں کو صاف نہ کریں تو پانی میں بدبو پھیل جائے گی اور پانی سڑ جائے گا اس وقت انسان کے لئے سانس لینا کتنا دشوار ہوگا ۔ آپ نے غور فرمایا کہ ہماری ایک سانس میں درختوں کے پتے سے لیکر سمندری نہنگ تک باہم مددگار ہوتے ہیں ، مگر افسوس کہ ہم ہستی کے اسرار و حقائق سے غافل ہیں ۔!

اسلام میں (عالم) طبیعت یعنی مٹی، پانی پیڑ، پودوں اور آسمانوں کے بارے میں غور و فکر ایک بڑی عبادت ہے ۔ لیکن نماز میں ان قدرتی نشانیوں سے بہرہ مند ہونے کے طریقے اور مقدار ایک دائرہ میں محدود ہیں ۔ مردوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ نماز میں سونے اور ریشمی کپڑوں سے استفادہ کریں، خداوند عالم کی بارگاہ میں تکبّر آمیز زیور و لباس زیب تن کرنا تواضع اور انکساری کی روح کے ساتھ میل نہیں کھاتا ۔ نماز

کے دوران کھانا پینا روح عبادت کے ساتھ زیب نہیں دیتا، خاک پر سجدہ کرنا عبادت ہے لیکن کھانے پینے والی چیزوں پر سجدہ، شکم پرستی تو کہی جاسکتی ہے خدا پرستی، نہیں کہہ سکتے، عالم طبیعت کی طرف توجہ اور فکر تو صحیح ہے اسی میں غرق ہو جانا صحیح نہیں ہے، قدرت علامت و نشانی اور اس گزرگاہ سے عبور کا اشارہ ہے نہ کہ ٹھہرنے یا ڈوب جانے کی جگہ۔ دریا کا پانی اس لئے ہے کہ اس میں کشتی دوڑائی جاسکے نہ یہ کہ پانی کشتی میں بھر جائے اور سب کو غرق کر ڈالے، سورج اس لئے ہے کہ انسان اسی کے نور سے فائدہ اٹھائے نہ یہ کہ اس کے نور سے آنکھیں لڑائے اور نتیجہ میں اندھا ہو جائے۔

(۴۸) نماز اور تعلیم

نمازی اگر چاہتا ہے کہ اس کی نماز بالکل صحیح ہو جائے تو اس کے لئے کچھ نہ کچھ تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً قرآن کے عربی کلمات کی تعلیم اور قرائت، احکام کی تعلیم، قبلہ کی شناخت، طہارت، وضو وغسل اور تیمم کے طریقے، نماز کے شرائط، مقدمات اور مقارنات کی تعلیم، مسجد اور وقف کے مسائل سے آگاہی، شک و شبہ یا کسی جزء اور شرط کے فراموش کر دینے کی صورت میں نماز کی درستی اور اس کے تدارک و جبران کی صورتیں جاننا، یہ تمام تعلیمات، فقہ اور تعلیم و تعلم کے بازار کو سرگرم و پُر رونق بناتی ہیں۔

(۴۹) نماز اور ادب

جو شخص اذان کی آواز سنے اور کوئی اثر نہ لے گویا اس نے اذان کی نسبت ایک طرح کی بے ادبی کی ہے۔

ہم کو اسلام نے تاکید کی ہے کہ نماز میں ادب کے ساتھ کھڑے ہوں، ہاتھ زانو پر، بدن میں سکون، نگاہیں سجدہ گاہ پر، لباس نیا اور صاف ستھرا خوشبو اور عطر سے معطّر اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں تو تمام لوگوں کے ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے، خیال رہے کہ دوسروں سے آگے یا پیچھے نہ ہو جائیں، امام کی طرف متوجہ رہیں، اس سے پہلے کوئی کام انجام نہ دیں خصوصاً رکوع و سجود میں اس سے پہلے نہ پہنچ جائیں، حتی بہتر ہے کہ امام کے کلام سے پہلے (رکوع و سجود میں) ذکر کے الفاظ بھی زبان پر جاری نہ کئے جائیں۔

یہ تمام دستورات مجموعی طور پر انسان کے اندر ادب و اطلاعت کی روح کو تقویت پہنچاتے ہیں، اور وہ بھی ایسا ادب جو شناخت و معرفت، محبت و اطاعت، اور ایک ایسی ذات کے سامنے ادب و انکسار پر استوار ہیں جو واقعاً مستحق عبادت ہے جہاں نہ خوشامد ہے نہ خود فراموشی نہ بناوٹ ہے نہ دکھاوا نہ شرما حضوری اور چاپلوسی ہے نہ ہی بے معنی کوئی اور چیز۔

حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ؐ نے فرمایا: جو شخص جلدی جلدی سجدے

کرتا ہے گویا وہ کوّے کی طرح زمین پر چونچ مارتا ہے ۔

۵۰ نماز اور اقدار کی حیات

علاوہ از عدالت، صحت قرائت اور عوام میں محبوبیت کہ جس کا امام جماعت کے بارہ میں ذکر ہوا ہے، حدیث میں آیا ہے: اگر لوگ کسی شخص کی امامت دل سے قبول نہ کرتے ہوں پھر بھی وہ زبردستی اپنے آپ کو امام جماعت برقرار رکھنا چاہیے تو اس کی نماز قبول نہیں ہے

جو لوگ نماز کی پہلی صف میں قرار پاتے ہیں ان کے لئے اسلام نے کچھ صفات و کمالات ذکر کئے ہیں اور خود یہ صفات ایک طرح سے معنوی اقدار کو زندہ کرتے ہیں یعنی معاشرہ میں ہر وہ گروہ جو امامت، عدالت اور اور تقویٰ و پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اس کو سب سے آگے اور محترم ہونا چاہیئے ۔

۵۱ ولادت سے قبر تک نماز

ولادت کے وقت بچہ کے کانوں میں اذان اور اقامت کہنے کی تاکید اور سفارش کی گئی ہے اور قبر کی منزل میں دفن کے وقت بھی اس کی نماز واجب کی گئی ہے اور کوئی بھی عبادت ولادت سے دفن ہونے تک

انسان کا اس طرح لازمی جزء نہیں ہے ۔

۵۲ نماز، سماجی حادثات میں

"واستعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ"

حدیث میں ہے: جس وقت بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام مشکلات سے دوچار ہوتے تھے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے ۔

۵۳ والدین کی بڑی ذمہ داری نماز کی تعلیم

روایت میں نماز کی تعلیم والدین کے مہم ترین فرائض میں بیان کی گئی ہے والدین کو چاہئے تین سال کی عمر سے ہی اپنے بچوں کو "لا الہ الا اللہ" جیسے کلمات سے آشنا بنائیں ۔ اور پھر کچھ مدت کے بعد بچہ کو اپنے ساتھ نماز میں کھڑا کریں اور آہستہ آہستہ اس کو نماز کے لئے آمادہ کریں ۔ قرآن میں ہے کہ اولوالعزم انبیاء[ع] اپنے بچوں کی نماز کے بارے میں بہت زیادہ حساس اور سنجیدہ تھے ۔

خداوند عالم رسول اکرم[ص] سے خطاب فرماتا ہے:

"وَأمر اھلك بالصّلوٰۃ واصطبر علیھا" (طہٰ/۱۳۲)

"اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دو اور اس سلسلہ میں واقع ہونے والی تمام مصیبتوں پر، ثابت قدم رہو۔"

خداوند عالم قرآن میں اپنے وعدے کے سچے حضرت ابراہیمؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَكَانَ يأمر اَهلَه بالصّلوٰة" (مریم/۵۵)

"وہ اپنے اہل کو نماز کی تاکید و تلقین کرتے تھے۔"

جناب لقمانؑ اپنے بیٹے کو نماز کی تاکید اور وصیت کرتے ہیں:

"یا بنیّ اقم الصّلوٰة و أمر بالمعروف" (لقمان/۱۷)

"اے بیٹے نماز پڑھا کرو اور لوگوں کی نیکی کی طرف رہنمائی بھی کیا کرو۔"

قرآن میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے:

"ربّ اجعلنی مقیم الصّلوٰة ومن ذرّیّتی"

(ابراہیم/۴۰)

"خدایا! مجھے اور میری اولاد و ذرّیت کو نماز قائم کرنے والوں میں سے قرار دے۔"

۵۴ نماز اور یادِ خدا سے منہ موڑنے کے برے نتائج

نماز ذکر خدا ہے اور جو شخص خدا کے ذکر سے دور بھاگے وہ بڑی

خراب زندگی گزارتا ہے اور آخرت بھی اندھی ہو جاتی ہے:

"و من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃً ضنکاً" (طٰہٰ/۱۲۴)

"جو میری یاد (و نماز) سے بھاگے بے شک اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور ہم کو قیامت میں اندھا محشور کرتے ہیں۔"

ممکن ہے آپ کہیں کہ بہت سے لوگ نماز نہیں پڑھتے اس کے باوجود اچھی زندگی گذارتے ہیں مگر ذرا آپ ان کے اندر جھانک کر دیکھیں کہ وہ عطوفت و محبت، پاکیزگی اور سکون سے کس قدر ناآشنا ہیں!! جو نشیب و فراز ان کی زندگی میں پیش آتے ہیں اُن میں وہ کس قدر پریشان اور بے دست و پا ہو کر کس طرح خود کو ہار جاتے ہیں، وہ دوسرے لوگوں کو کس آنکھ سے دیکھتے ہیں؟ عدالت اور تقویٰ و پرہیز گاری ان کے نزدیک کیا مقام رکھتی ہے؟ ان کی روح کس سے وابستہ ہے؟ اپنے مستقبل کے بارہ میں وہ کس قدر مطمئن ہیں؟ اضطراب، نفسیاتی ہیجان، گھریلو اتھل پتھل، جلدبازی کے لمحاتی فیصلے اور پچھتاوا، غصے اور اعصابی کمزوریاں، بدگمانیاں، اندر سے غربت و تنہائی کا احساس، فتنہ و فساد اور برائیاں، جرائم کی تعداد اونچے گھروں سے اولاد کا فرار، یہ بڑھتا ہوا طلاقوں کا سلسلہ، دیوالیہ پن، خود فراموشی، خوف و ہراس وغیرہ وغیرہ یہ سب بے نماز معاشرے میں زیادہ ہیں یا نمازیوں کے یہاں؟

۵۵ نماز اور توکل

نماز میں ہم بار بار آیۂ مبارکہ "بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم" کی تلاوت اور تلقین کرتے ہیں۔ بسم اللہ میں حرف "با" خدا سے مدد مانگنے اور اس پر توکل کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے، خدا کی یاد سے شروع کرنا اس بات کی علامت ہے کہ ہم اس کی قوت و قدرت سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں:

اس کی یاد، اس کی محبت اور اس سے عشق کی علامت ہے۔
اس کی یاد نہ کہ دوسروں کی یاد،
اس سے وابستگی نہ کہ دوسروں سے وابستگی نہ ارباب قدرت سے
اور نہ ہی بڑے بڑے بتوں سے۔

۵۶ نماز ایک عظیم روح

انسان نماز میں اس خدا کی حمد وثنا کرتا ہے جو تمام ہستی اور کائنات کو چلا رہا ہے، تمام رحمتوں و برکتوں کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے، وہی روز جزا کا مالک ہے۔ جو شخص اپنی حمد وثنا ان تمام خصوصیات کی حامل ذات اقدس پر نثار کرتا ہے وہ کبھی بھی تیار نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی جزئی اور حقیر چیز کی تعریف کرے یا کسی بھی معمولی اور ناچیز طاقت کے

سامنے جھکے اور اس کی ستائش کرے ۔

جو زبان حضور قلب کے ساتھ خالق کائنات کی حمد و ثنا میں مشغول ہو گئی وہ ہرگز کبھی بھی کسی نالائق کی مدح سرائی کے لئے حاضر نہیں ہو سکتی۔

ہمیں حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ قول نہیں بھولنا چاہئے کہ :

جو شخص حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہو اور حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی گود میں جوان ہوا ہو، کبھی بھی یزید لعؑ کی بیعت نہیں کرے گا۔"

جی ہاں صرف خدا کی حمد و ثنا غیروں کی نہیں ،

اس کی تعریف نہ کہ طاغوت کی۔

اس کی تعریف اس لئے کہ :

وہ "ربّ العالمین" ہے

"الرّحمٰن الرّحیم" ہے

"مالک یوم الدین" ہے۔

دوسرے لوگ کون ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے کہ میں ان کی مدح سرائی کروں ؟ بالخصوص مسلمان کو تو معلوم ہے کہ اگر کسی ظالم کی تعریف کی جائے تو عرش الٰہی لرز اٹھتا ہے۔

بنابرین خدا کی حمد و ثنا ہمارے اندر وہ عظیم روح پیدا کر دیتی ہے کہ ہم اس کی تعریف کرنے پر تیار نہیں ہوتے اور یہ روحانی بزرگی وعظمت ہم نماز اور حمد خدا سے حاصل کر سکتے ہیں۔

افسوس! کہ ہم آج تک توجہ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکے اور ہمیں نماز کا واقعی مزہ نہ مل سکا۔

۵۷ نماز اور ولایت

"صراط الذین انعمت علیھم" کے ذریعہ ہم خداوند عالم سے چاہتے ہیں کہ اے معبود! جن لوگوں پر تیری نگاہ لطف ہے اور تو نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں ان کی راہ کو ہمارے لئے نمونہ اور آرزو قرار دیدے وہ جنھوں نے تجھے پہچانا اور تجھ سے عشق کیا، جو تیری راہ میں بڑھے اور ثابت قدم رہے اور کسی حال میں بھی تجھ سے جدا نہیں ہوئے۔

سورۂ نساء کی ۶۹ ویں آیت میں ان چار گروہوں کے نام ذکر ہوئے ہیں جو " انعم اللہ علیھم " کے مصداق ہیں:

۱۔ انبیاء ۲۔ شہداء

۳۔ صدیقین اور ۴۔ صالحین

نماز میں انسان ان گروہوں کے تئیں ولایت و دوستی کا اظہار کرتا ہے۔ جی ہاں! نعمت واقعی یہی خداوند عالم پر ایمان اس سے ارتباط، اسکی رضا کے لئے قدم اٹھانا اور اس کی راہ میں فدا ہو جانا ہے۔

مادّی نعمتیں تو حیوانات کو بھی میسر ہیں، " متاعاً لکم ولانعامکم "

یہ معنوی مقام ہے جو انسانوں کو باارزش بناتا ہے۔ ورنہ انسان جسم کے اعتبار سے تو دوسرے موجودات سے بھی زیادہ کمزور ہے:

"ءَ انتم اشد خلقاً ام السماء"

"آیا تم پیدائش کے لحاظ سے زیادہ قوی و مضبوط ہو یا آسمان؟!"

بہرحال آج کی دنیا نے تمام تر ایجادات و انکشافات انسان کی زندگی کو بہتر اور آرام دہ بنانے کے لئے انجام دیئے ہیں، اسے اچھے انسان بنانے کی فکر نہیں ہے۔ لیکن ہم نماز میں تعلیم الٰہی کے تحت خداوند عالم سے ایسے لوگوں کی راہ (پر گامزن رہنے) کی تمنا کرتے ہیں جنھیں حقیقی (یعنی معنوی) نعمتیں حاصل ہو چکی ہیں۔

۵۸ نماز علم و معرفت کے ساتھ

خداوند عالم قرآن میں پرندوں اور آسمان کے رہنے والوں کی تسبیح و تقدیس اور ان کی نماز کے بارے میں فرماتا ہے:

"کلٌّ قد عَلِمَ صلوٰتہ و تسبیحہ"

"ان کی نماز و تسبیح آگاہی اور معرفت کے ساتھ ہے"

دوسری جگہ فرماتا ہے:

"حتّیٰ تعلموا ما تقولون"

(نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو) تاکہ تم کو معلوم رہے کہ تم

(نماز میں) کیا کہتے ہو"۔

اگر یہ بات جو کہی گئی ہے کہ ایک عالم کی عبادت، عابد کی عبادت سے بہتر ہے، اسی بنیاد کے تحت ہے۔

اسلام میں تاجروں کو تاکید کی گئی ہے:

"الفقہ ثم المتجر"

پہلے حلال و حرام مسائل کا علم حاصل کرو اس کے بعد تجارت کی طرف جاؤ۔

نماز کی تعلیم کے وقت بھی کوشش کرنا چاہئے کہ نماز کے اسرار و رموز نئی نسلوں کو تعلیم دیئے جائیں تاکہ وہ آگاہی اور معرفت کے ساتھ نماز پڑھ سکیں۔

۵۹ نماز اور تنبیہ

نماز کے سلسلہ میں سماجی و اجتماعی دباؤ اور تنبیہ سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ قرآن میں حکم ہے: میدان کارزار سے بھاگنے والوں کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

"لا تصلّ علی احدٍ منہم مات ابداً وّ لا تقم علی قبرہ" (توبہ/ ۸۳)

"اے رسول! ان (منافقین) میں سے اگر کوئی مرجائے تو تم

اس کی ہرگز نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔"

ہمیں یاد ہے کہ (ایران عراق کے درمیان) جہاد مقدس کے دوران ایک جوان نے وصیت کی تھی کہ اگر میں شہید ہوگیا تو مجھے اس وقت تک دفن نہ کرنا جب تک کہ (محلہ کے) یہ دو گروہ اپنے باہمی اختلاف اور نزاع ختم کر کے متحد اور آپس میں دوست بن جائیں۔

گویا اس جوان نے اپنے مقدس خون سے مومنین اور اہل خاندان کے درمیان اصلاح و مصالحت کا کام کیا ہے، حالانکہ وہ کہہ سکتا تھا کہ اگر میں شہید ہوگیا تو میں راضی نہیں ہوں کہ فلاں شخص یا گروہ میرے جنازہ میں شریک ہو اور اس طرح کہتا تو فتنہ و فساد کی آگ کو اور ہوا دے دیتا۔

٦٠ نماز اور حاجت

جہاں مشکلات، مقابلہ آرائی اور کوشش و تلاش زیادہ ہو وہاں نماز کی بھی زیادہ ضرورت ہے۔ انسان معمولاً رات کو سوتا ہے اور کسی مقابلہ آرائی کا خطرہ بہت ہی کم پایا جاتا ہے، بنابریں عشاء کے بعد سے صبح تک کوئی واجب نماز اس پر نہیں رکھی گئی ہے لیکن دن میں انسان کی معنوی ضروریات بڑھ جاتی ہیں۔ ہوا و ہوس، طغیان و سرکشی نمائش اور جلوہ افروزیاں، حیلہ و فریب کاریاں، مختصر یہ کہ ہر طرح

کے گڑھے ظلمتیں اور تاریکیاں، دن کو ایک دوسرے ہی انداز میں اپنے دہانے کھولے کھڑے ہوتے ہیں لہٰذا اول صبح اور آخر شام نماز پڑھی ہی جانا چاہئے

"اقم الصلوٰة طرفی النہار" (ہود/۱۱۴)

اور دن کے وسط میں (دوپہر کو) تو خاص طور پر نماز کی تاکید کی گئی ہے۔

"حافظوا علی الصّلوات والصلوٰة الوسطیٰ" (بقرہ/۲۳۸)

"تمام نمازوں بالخصوص نماز ظہر کی حفاظت کرو تم لوگ منافقین کی ہوا کی گرمی کو ترک جماعت کے لئے بہانہ قرار نہ دو۔"

اور چونکہ جمعہ اور عید کے ایام میں چھٹی اور فرصت ہی فرصت ہوتی ہے اور عموماً فراغت کے ایام میں انسان کے لئے برائیوں کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا جمعہ (اور عیدین) کی نماز کے لئے خصوصی تاکید کی گئی ہے۔

چونکہ لڑکیوں کی روح نسبتاً زیادہ لطیف و ظریف ہوتی ہے اور حساس و نازک روح پر برائیوں کا غبار بہت جلد ابھر آتا ہے۔ شاید یہی سبب ہے کہ لڑکیوں کی نماز نو سال سے ہی شروع ہو جاتی ہے، بہرحال جب کبھی بھی انسان کی مشکلوں میں اضافہ ہو جائے تو اس وقت زیادہ سے زیادہ نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے:

"واستعینوا بالصبر والصلوٰة"

اگر یہ کہا جائے تو شاید یہ غلط نہ ہو کہ نماز کے اوقات ہماری روحانی

ونفسیاتی نزاکتوں، ضرورتوں اور موقع و محل کی مناسبتوں کے ساتھ کامل طور سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ (واللہ العالم)

٦١ نماز گناہوں کے طوفانی سیلاب کے مقابل محکم فصیل۔

جہاں کہیں بھی نماز کی چھاؤنی قائم ہو جاتی ہے وہاں سے شیطان اپنا بوریا بستر سمیٹ لیتا ہے اور جس جگہ نماز کا رشتہ ٹوٹا تمام کمالات بھی بکھر کے رہ جاتے ہیں قرآن میں ارشاد:

"انّ الصّلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر"

یقیناً نماز گناہوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔'

کیسے ممکن ہے کہ نماز گذار سست اور کاہل ہو۔

اس کا گھر اور لباس حرام ہو،

اس کا بدن اور اس کا لقمہ نجاست سے آلودہ ہو۔

وہ اپنی نماز کی صحت کے لئے مجبور ہے کہ کچھ چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھے، خداوند عالم کے ساتھ انسانی ارتباط اس کو ایسی پاکیزہ روح عطا کر دیتا ہے کہ گناہوں سے ملوث ہوتے ہوئے بھی اس کو شرم آتی ہے۔

آپ نے کہیں دیکھا ہے کہ انسان مسجد سے نکل کر سیدھا جوے

یا فساد کے اڈوں پر گیا ہو، آپ نے کہیں دیکھا ہے کہ کوئی شخص خدا کے گھر سے نکل کر سیدھے لوگوں کے گھر چوری کرنے کی غرض سے گیا ہو، اس کے برعکس اگر نماز چلی گئی تو ہر طرح کی برائی اور ہر طرح کی شہوتوں کی پیروی ہو ممکن ہے قرآن کا ارشاد ہے:

فخلف من بعدهم خلفٌ اضاعوا الصّلاة واتبعوا الشّهوات ۔ (مریم/ ۵۹)

انبیاء کے بعد ایک (غیر صالح) نسل ان کی جگہ آئی کہ جس نے (نماز نہ پڑھنے یا دیر سے پڑھنے یا کبھی پڑھنے اور کبھی نہ پڑھنے کے سبب) نماز کو ضائع اور برباد کر دیا اور اپنی شہوتوں کی پیروی کرنے لگے۔

(خلف بَرف کے وزن پر نالائق اور اصطلاح میں ناخلف فرزند کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن خَلَف صَدَف کے وزن پر فرزند صالح کے معنی میں ہے)

حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ساٹھ سال کے بعد ایسے افراد بروئے کار آنے والے ہیں جو نماز کو ضائع کر دیں گے۔ یعنی آیت نے تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہی ہے (تفسیر نمونہ)

نماز انسان اور خدا کے درمیان اللہ کی رسّی ہے،

نماز کے ذریعہ خدا پر ایمان اور اس سے ارتباط میں صیقل ہوتی ہے۔

نماز خدا سے دوستی کی علامت ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ گفتگو کرنا چاہتا ہے۔

حدیث میں ہے: تعجب ہے ان لوگوں پر جو خدا سے دوستی کا تو دعویٰ کرتے ہیں لیکن سحر کے وقت اس کے ساتھ تنہائی میں گفتگو اور مناجات

نہیں کرتے ۔

اگر انسان کا رابطہ خدا کے اولیاء سے ٹوٹ جائے تو طاغوتی قوتوں کے قبضہ میں چلا جاتا ہے ۔

اگر خدا پر توکل نہ رہا تو غیروں کی پناہ میں مزدور اور بکا ہوا انسان بن جائے گا ۔ اگر خدا سے قلبی اور ایمانی رشتہ ٹوٹ جائے تو دوسروں کے ساتھ اپنی گرہ جوڑ لے گا ۔

نماز کے ذریعہ الٰہی رابطے اور دوستی میں گرمی پیدا ہوتی ہے ، الٰہی لطف و رحم انسان کو تلقین کیا جاتا ہے ، ذہنوں میں قیامت کی یاد مجسم ہوتی ہے ، اللہ کے سیدھے راستے کی خواہش اور تمنا اٹھتی ہے مختصر یہ کہ انسان کا فریضہ اور ذمہ داری کہ اسے گروہ " انعمت علیھم " کی راہ پر قدم بڑھانا اور دونوں جماعتوں ضالّ اور مغضوب سے دور رہنا چاہئے واضح و روشن ہو جاتی ہے ۔

۶۲ نماز اوقات کار کا محور

خداوند عالم سورۂ نور کی ۵۸ ویں آیت میں ان نوجوانوں کو جو ابھی بالغ نہیں ہوئے ہیں خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے :

جب اپنے والدین کے کمرے میں جانا چاہو تو تین وقتوں میں ان کی اجازت کے بعد قدم رکھنا : ۱ نماز صبح سے قبل ۲ نماز عشاء کے بعد ۳ دوپہر کے وقت جب انسان عموماً آرام کے خیال سے اپنے لباس اتار دیتا ہے

خیال رہے کہ اولاد کے لئے وقت کی یہ پابندی اور والدین سے اجازت کی شرط نماز صبح اور عشا کو بنیاد بنا کر قائم ہوئی ہے۔
کیا اچھا ہو کہ ہمارے جلسوں اور اٹھنے بیٹھنے کے اوقات بھی اسی طرح سے معین ہوتے۔ مثلاً ہماری ملاقاتیں نماز مغرب یا عشا کے بعد یا نماز ظہر سے پہلے ہوتیں تاکہ زمانے کے ساتھ نماز کی ثقافت بھی معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ عام ہو جاتی۔

۶۳ نماز کے باعث گناہ معاف ہوتے ہیں

قرآن میں نماز کے حکم کے پہلو بہ پہلو اعلان ملتا ہے کہ:
"اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ"
(ہود/۱۱۴)

بیشک (انسان کی) نیکیاں اس کے گناہوں کو محو اور ختم کردیتی ہیں
حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
"اگر گناہ کے بعد دو رکعت نماز پڑھی جائے اور خداوند عالم سے پناہ و عافیت کی درخواست کی جائے تو اس گناہ کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔"[۱]
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت ملتی ہے:[۲]
"وہ گناہ جو دو نمازوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔"

[۱] نہج البلاغہ حکمت ۲۹۹
[۲] شرح ابن ابی الحدید ج ۱۰ ص ۲۰۶

معلوم ہوا گناہ (جو خدا کی یاد سے غفلت کی بنا پر سرزد ہو جاتے ہیں)
نماز اور عبادت کے ذریعہ (جو خدا کے ساتھ اُنس اور رابطے کا ذریعہ ہے) محو
ہو جاتے ہیں اور معصیت و گناہ کی جگہ مغفرت لے لیتی ہے۔

۶۴ نماز قدم قدم پر تعلیم کا طریقہ

تربیت کے میدان میں تدریجی تعلیم کا طریقہ وہ سنّت ہے جس کو اسلام
نے بھی خصوصاً عبادات میں ذکر کیا ہے۔

اسلام کی تربیتی روایات میں حکم دیا گیا ہے:

"بچے کو تین سال تک بالکل آزاد رکھنا چاہئے، اس کے بعد
کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" سات مرتبہ تعلیم دینا چاہئے۔ اور جیسے ہی بچہ
تین سال سات ماہ بیس دن کا ہو جائے اس کو دوسرا جملہ "محمد رسول اللہ" یاد کرنا چاہئے۔
اور جب چار سال پورے ہو جائیں تو اس کو پیغمبر اسلامؐ پر صلوات بھیجنا سکھایا جائے
اور پانچ سال کی عمر میں جب بچہ میں دائیں بائیں کی تشخیص کی صلاحیت
پیدا ہو جائے تو قبلہ رخ بٹھا کر سجدہ کرنا سکھایا جائے۔

چھٹے سال کے آخر تک اس کو نماز اور رکوع و سجود کی تعلیم
دی جانا چاہئے۔ اور ساتویں سال کے آخر تک اس کو ہاتھ منہ
دھونا سکھا دینا چاہئے۔

جب نو سال پورے ہونے کو آئیں تو نماز کے مسئلہ میں سنجیدہ
ہونا چاہئے۔ اگر بچہ نافرمانی کرے تو اس کے ساتھ "تنبیہ کا

رویہ اپنانا چاہئے۔[۱]

۶۵ نماز اور شہیدوں کی یاد

سجدہ کرنے کے لئے بہترین چیز جس کی تاکید کی گئی ہے، خاک کربلا اور تربت امام حسین علیہ السلام ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سجدہ کرتے وقت اپنی پیشانی اقدس خاک کربلا پر رکھتے تھے۔[۲]

اپنے پاس حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی سے بنی ہوئی تسبیح رکھنے کے لئے بھی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔[۳] یہاں تک ملتا ہے کہ اس کا ساتھ رکھنا "سبحان اللہ" کہنے کی مانند ہے اور خاک شفا پر سجدہ کرنا بندہ اور معبود کے درمیان حجاب کو دور کرنے اور اس کی ذات اقدس سے اور زیادہ قریب ہوجانے کا باعث ہے۔

۱۔ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۹۳

۲۔ 〃 〃 ج ۳ ص ۶۰۸

۳۔ 〃 〃 ج ۳ ص ۶۰۹

پانچواں حصّہ

نماز کے سماجی و عوامی پہلو

۶۶ نماز اور شہادتیں

نماز کی ہر دو رکعت پر ایک تشہد پڑھا جاتا ہے جس میں ہم خداوند عالم کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔

روزانہ پانچ وقت انسان پر توحید اور نبوت کا اقرار واجب ہے کہ وہ راستے سے نہ بھٹک جائے۔ دین ومکتب اور اس کے مالک کو نہ بھولے، محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام پر درود پڑھے اور اس اقرار وصلوات میں خداوند عالم اور فرشتوں کے ساتھ ہو جائے۔

کیا قرآن میں ارشاد نہیں ہے: "اِنَّ اللّٰہ وملائکتہ یصلّون علی النّبی۔" اگر خدا اور فرشتے اپنے رسول پر صلوات بھیجتے ہیں تو کیا ہم نہ بھیجیں؟ کیا انہوں نے ہم کو نجات نہیں دی ہے؟ وہ لوگ جنھوں نے اپنے نبیوں کو چھوڑ دیا ہے، غفلت کی کس کھائی میں جا گرے ہیں؟!

سلام ہو پیغمبر اسلامؐ اور ان کی آلِ اطہرؑ پر کہ جنھوں نے ہم کو نجات دی ہے۔

۶۷ مرتب نمازیں زندگی کے تلخ وشیریں حادثات میں ضامن ہیں۔

سورۂ معارج میں ارشاد ہوتا ہے:

عام طور پر انسان تلخیوں اور مشکلوں کے مقابل بے صبر ہو جاتا ہے

نیز لذتوں اور خوبیوں کے وقت تنگ نظر اور کنجوس بن جاتا ہے، سوائے نماز کے پابند حضرات کے جو نماز کا ہر وقت پاس و لحاظ رکھتے ہیں :

اذا مسّہ الشرّ جزوعًا و اذا مسّہ الخیر منوعاً

الا المصلّین الّذین ھم علیٰ صلواتھم دائمون (معارج/۲۰تا۲۳)

خدا کی بے انتہا قدرت کے ساتھ ہر وقت کا ارتباط اور وابستگی انسان کو قدرت و توانائی عطا کرتی ہے۔ اس پر بھروسہ اور توکل کا جذبہ بلند ہوکر انسان کو ایک ناقابل شکست وجود بنا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اثرات پورے توجہ کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز سے وابستہ ہیں نہ کہ موسمی قسم کی بے توجہی کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز سے "علی صلواتھم دائمون"

۶۸ نماز اور سلام

خداوند عالم کے نیک بندوں پر سلام ہو، ہر مسلمان چاہے، زمین کے کسی بھی خطّے پر ہو روزانہ پانچ مرتبہ اپنے تمام ہم فکر افراد کو سلام کرے "السّلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصّالحین"

سلام مالدار لوگوں پر، ہرگز نہیں۔
سلام صاحبان قدرت و اقتدار پر، ہرگز نہیں۔
سلام عزیزوں اور قرابتداروں پر، ہرگز نہیں۔
سلام ہم زبان، ہم قوم و ہم وطن افراد پر، ہرگز نہیں!
سلام فقط خدا کے نیک اور صالح بندوں پر کرنے کا حکم ہے۔

مکتب حق کے طرفداروں "عباد اللہ الصالحین" پر ہمارا سلام ہو۔
ہماری خارجی سیاست کو نماز کا ایک جملہ "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین"
دوسرا جملہ "السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین" معین و
مشخص کرتا ہے۔

جی ہاں! جو شخص روزانہ خدا کے بندوں کو سلام کرتا ہو وہ ان کو کبھی فریب نہیں دے سکتا، ان کے ساتھ خیانت اور دھوکا دھڑی کا کھیل نہیں کھیل سکتا۔

۶۹ نماز اور عوام

نماز میں اصل جماعت سے پڑھنا ہے اور جماعت میں لوگوں کے درمیان لوگوں کا لوگوں میں سے ہونا پیش نظر ہے۔ عوام کا ایک دوسرے کے ہمراہ بغیر کسی نسلی، قومی، ملکی، یا طبقاتی سرمایہ بندی کی قید و شرط کے ایک ہی صف میں کھڑا ہونا نماز کا امتیاز ہے۔ نماز جماعت امام کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ معاشرہ کسی رہبر کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، جیسے ہی امام مسجد میں داخل ہوا وہ مساوی طور پر تمام لوگوں کے لئے امام ہے کسی خاص گروہ اور جماعت کا امام نہیں ہے، چنانچہ امام جماعت کو دعائے "قنوت" میں "تنہا اپنے لئے دعا نہیں کرنا چاہئے۔ جی ہاں! عوامی رہبر کو "خود غرض" نہیں ہونا چاہیئے، غریب اور مالدار، خوبصورت اور بدصورت سب ایک دوسرے کے دوش بہ دوش کھڑے ہو جائیں اور ہر طرح کے کھوکلے امتیازات نماز جماعت کی مشق کے

ساتھ ہی ساتھ معاشرہ کے درمیان سے بھی ختم ہو جانا چاہیئے ۔ لوگ امام جماعت کو قبول کرتے ہوں، عوام کی مرضی کے خلاف امام جماعت کو مسلط کرنا جائز نہیں ہے، اگر امام نماز سے کوئی غلطی ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ اس کو آگاہ کریں یعنی اسلامی نظام میں امام اور امت دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیئے ۔

امام جماعت کو چاہیئے کہ وہ بوڑھے سے بوڑھے شخص کا خیال رکھتے ہوئے نماز کو طول نہ دیں اور یہ خود ذمہ دار افراد کے لیئے ایک درس ہے کہ وہ اپنی منصوبہ بندی اور عملی اقدامات کے وقت تمام طبقوں کو پیش نظر رکھیں۔

نماز جماعت میں ماموین کو امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے اور یہ ایک دوسرا درس ہے جو نظم و نسق اور ادب و احترام کی علامت ہے ۔ اگر امام جماعت سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جاتے اور لوگ اس سے واقف ہو جائیں تو اس کو چاہیئے کہ (امامت کے عہدے سے) علیحدگی اختیار کرے ۔ یعنی علوم اور معاشرہ کو کسی فاسق کے ہاتھوں میں نہیں دیا جاسکتا، نماز جماعت میں سب ایک ساتھ پیشانی زمین پر رکھ کر سجدہ کریں، جی ہاں! سب کے سب ایک ساتھ اٹھیں بیٹھیں ۔

نماز جماعت میں تمام لوگ علم و تقویٰ اور محبوبیت کی بنیاد پر امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہیں، پیش نمازی کسی کی میراث نہیں ہے جو شخص بھی کمالات میں آگے بڑھ گیا، معاشرہ میں آقا ہے ۔

امام جماعت محدود قواعد و ضوابط کے دائرے میں امام ہے، اس کو

ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ امام ہو گیا تو اب جو چاہے کر گزرے، حتی جس طریقے سے بھی چاہے نماز پڑھے۔
رسول اکرم ؐ نے ایک پیش نماز کو جس نے سورہ حمد کے بعد سورہ بقرہ پڑھائی تھی، خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا: تم لوگوں کی حالت کا خیال کیوں نہیں کرتے، بڑے بڑے سورے پڑھ کر لوگوں کو نماز اور جماعت سے بھاگنے پر مجبور کر دیتے ہو؟

۶۰ نماز اور عمومی اطلاعات

آج کی دنیا میں بہت سے بڑے بڑے ادارے موجود ہیں جو ذہنی سرسام پیدا کر دینے والے بجٹ عمومی اطلاعات پر خرچ کرتے ہیں۔
اسلام میں نماز جماعت کا وجود اور صحن عبادت میں وسیع پیمانے پر لوگوں کی حاضری اور وہ بھی خدا کے گھر میں باوضو ہو کر آنا بہترین موقع فراہم کر دیتا ہے کہ لوگوں کے دکھ درد اور خیالات، معاشرہ کے حالات کی کمیوں اور پریشانیوں سے آشنائی حاصل ہو جائے، دشمنوں کی سازشوں سے واقفیت پیدا ہو اور ان سے نمٹنے اور توڑ کرنے کے طریقوں پر غور کیا جائے، تازہ عالمی خبریں حاصل کریں اور عالم و متقی امام جماعت کی زبانی ان پر تبصرہ اور تجزیہ و تحلیل سنیں۔ ایک دوسرے کی احوال پرسی اور معاشرہ کے محروم اور غریب لوگوں کی بھلائی کے لئے اقدام کریں داعی اجل کو لبیک کہنے والے ان مومنین کی جو کبھی مسجد میں آیا کرتے تھے یاد تازہ کریں، اور ایصال ثواب کریں اور یہ سب بغیر کسی اہتمام اور تکلفات،

کے مقدس اور آسان طریقہ سے انجام دے سکتے ہیں ، نماز میں خداوند عالم سے لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے تمام مؤمنین کامل کر امداد طلب کرنے اور دعائیں مانگنے کا بھی ایک بہترین موقع ہے ۔

۷۱ نماز اور رہبری

نماز جماعت بھی دوسرے تمام اجتماع کی طرح ایک رہبر اور امام کی محتاج ہے ۔ امام جماعت کا انتخاب کرتے وقت لوگوں کو کمالات ، علم، تقویٰ ، لیاقت واہلیت وغیرہ پر توجہ رکھنا چاہئے اور یہ خود ایک مشق ہے کہ معاشرہ میں لوگ ہرکس وناکس کی رہبری کو قبول کر کے اس کے پیچھے نہ چلنے لگیں ۔ امام جماعت خدا اور عوام کے درمیان ایک واسطہ ہے ۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ کسی فاسق کو واسطہ قرار نہ دے ۔

وہ لوگ جو خود گناہ اور فساد میں غوطے لگاتے رہتے ہیں، کیسے ممکن ہے کہ ہمیں ایک ایسی نماز سے آشنا بنائیں جو برائیوں اور منکرات سے روک سکتی ہو ؟

جی ہاں ! امام جماعت ایک منتخب، صاحب کمال ، عالم و متقی انسان کو ہونا چاہئے ۔

کیا ہمارا امام ، ہمارے خدا کے درمیان رابطہ نہیں ہے ؟ (گرتے وقت سہارے کے لئے) ہر ایک ریسمان سے تمسک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ہر طرح کی سیڑھی سے اوپر چڑھا جا سکتا ہے ۔

جی ہاں! امام جماعت کا انتخاب لوگوں کو روزانہ امامت اور رہبری کی طرف توجہ اور فکر میں مبتلا کرتا ہے۔

چنانچہ اگر مسجد میں چند لوگوں کی رہبری کا مسئلہ لیاقت و صلاحیت اور اس کے مناسب صفات کا محتاج ہو سکتا ہے تو پوری امت اور معاشرہ کی رہبری کس قدر صلاحیت اور شائستگی کی محتاج ہو گی، اسی بنا پر تو تاکید کی گئی ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جائے کہ جس کی عدالت اور ایمان پر اطمینان ہو۔

جس وقت لوگ کسی شخص کے پیچھے امام جماعت کے عنوان سے پڑھ لیں خود بخود امام کو چاہیئے کہ وہ اپنی رفتار اور چال چلن کے سلسلہ میں دوسروں سے زیادہ رعایت اور احتیاط سے کام لے۔

جی ہاں! جو شخص اپنے آپ کو دوسروں کا امام قرار دے اس کو چاہیئے کہ دوسروں سے پہلے خود اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو، اس طرح نماز کی جماعتوں کا قائم ہونا اپنی جگہ خود بہت سے افراد کی اصلاح کا وسیلہ ہے۔

اور چونکہ مؤذن کا خوش الحان ہونا اور امام جماعت کا قرائت سے مکمل طور پر آگاہ ہونا ضروری ہے۔ معاشرہ میں مؤذن اور امام جماعت کی تربیت اور لہجہ و قرائت کی مشق وغیرہ کا مسئلہ بھی پیش آتا ہے۔

۴۷ نماز اور تحرک و بیداری

اسلام لوگوں کے اندر معنوی ولولہ اور تحرک و بیداری چاہتا ہے

"عجّلوا بالصّلوٰۃ" (نماز کے لئے بھاگو) اور فاسعوا الی ذکر اللہ (ذکر خدا کی طرف دوڑو) کا نعرہ اس لئے ہے کہ مسلمان معاشرہ میں نماز کے وقت اذان کی مقدس آواز کے ساتھ ہی ایک خاص جذبہ اور گہما گہمی پیدا کر دی جائے۔ یعنی تمام کاروبار بند کر دیئے جائیں۔ اختلافات، اتحاد و دوستی میں اور غفلت و بے توجہی خدا کی یاد اور ذکر الٰہی میں تبدیل ہو جائے۔

سچا اور واقعی مومن وہی شخص ہے کہ جس وقت بھی خدا کی یاد آئے اس کے دل پر لرزہ طاری ہو جائے۔

جو شخص اذان کی آواز سنے لیکن اس کی طرف توجہ نہ دے اس کی مثال اس بچہ کی ہے کہ جو باپ کی آواز سن کر اس کی طرف سے بے پروائی کا اظہار کرتا ہے۔

۷۳ نماز اور نظم و ضبط

نماز کے مقرر اوقات، نماز جماعت کی صفوں کا نظم و ضبط، ایک ساتھ سجدے میں جانا، ایک ساتھ بیٹھنا، ایک ساتھ کھڑا ہونا، ایک ساتھ سکوت، ایک ساتھ دعا، آگے پیچھے نہ ہونا، وقت سے پہلے نماز نہ پڑھنا، نماز کو اس کے وقت سے ہٹا کر الگ نہ رکھنا، نماز کی یہ تمام چیزیں ایک نمازی کی زندگی کو نظم و ضبط عطا کرتی ہیں۔

۷۴ نماز اور قبلہ

نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ وہ قبلہ رو

کھڑا ہو، اس پر ہر وقت صبح و شام اس کی راہ اور سمت روشن ہونا چاہئے
اس کا قبلہ پاک اور سادہ (نقش و نگار سے عاری) ہونا چاہئے، اس کی
سمت اور قبلہ خداوند عالم کی طرف سے معین ہو نہ خود اس کا معین کردہ ہو
نہ ہی کسی طاغوتی قوت نے معین کیا ہو، ہر جگہ اور ہر سمت قبلہ ہونے کی
صلاحیت نہیں رکھتی، قبلہ دوسروں کے ساتھ مسلمانوں کی پہچان کا راز ہے
اسی لئے ان کو "اہل قبلہ" کہتے ہیں، مسلمان کسی بھی نسل و قوم اور کسی بھی
فکر و طریقت کا مالک ہو اس کی جہت اور سمت ایک ہونا چاہئے۔ اگر
مال و مقام کسی وقت ہمارے دلوں کو کسی طرف کھینچ لے جانا چاہے تو نماز
کے وقت اپنا دل ہر طرف سے ہٹا کر اپنی راہ اور سمت معین کرلیں۔ جس
شخص نے اپنا جسم خانۂ خدا کی طرف کرلیا ہو وہ اس بات کے لئے بھی آمادہ
ہو جاتا ہے کہ اپنی روح اور قلب کو صاحب خانہ کی طرف ملتفت کردے۔

ہمارا قبلہ خانۂ کعبہ ہے، سب سے پہلی سرزمین، جو لوگوں کے لئے اور عبادت
کے لئے خلق کی گئی، یہ وہ گھر ہے جس کے گرد تمام انبیاء نے طواف کیا ہے۔ وہ
گھر جس کے ستون جناب ابراہیمؑ نے بلند کئے ہیں اور جناب اسماعیلؑ نے ان کے
ساتھ مل کر اس کا گارا بنایا ہے۔

یہ وہ گھر ہے جس کے دروازے تمام لوگوں کے لئے ہمیشہ کھلے رہنا چاہئے
کوئی شخص بھی وہاں کسی کو روکنے ٹوکنے کا حق نہیں رکھتا، تمام افراد کے لئے
مقدس اور ہر ملک کے ہر شخص کے لئے آزاد ہے۔

۷۵ نماز اور پاکیزگی

نمازی کا لباس اور بدن پاک ہونا چاہئے، اگر نجاست کا ایک

ذرہ بھی اس کے لباس یا جسم پر ہو تو اس کی نماز باطل ہے ۔ (سوائے استثنائی موارد کے)

جس نمازی کو معلوم ہے کہ مسواک کے بعد نماز کی ہر رکعت ستر رکعت کے برابر ہے وہ مسواک کرنا کبھی نہیں بھولتا ہے ۔

جو نمازی جانتا ہے کہ جنابت کی حالت میں اس کی نماز باطل ہے وہ (نماز سے پہلے) غسل کی فکر کرتا ہے اور غسل کی فکر اس کو حمام بنانے کی طرف متوجہ کرتی ہے اور حمام کی موجودگی پاک صاف رہنے اور نہانے دھونے کی طرف اس کی توجہ زیادہ کر دیتی ہے ۔

یہ جو نمازیوں سے کہا جاتا ہے: آپ وضو کرتے وقت ۷ ۔ ۸ سو گرام سے زیادہ پانی استعمال نہ کریں اس سے زیادہ اسراف ہے ، وہ اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے کہ آب وضو ایک بار استعمال ہونا چاہیئے ، کیونکہ کسی برتن یا حوض سے وضو کرتے وقت ۸ سو گرام پانی صرف نہیں ہوتا ۔ ضمناً وہ متوجہ ہو جاتا ہے کہ غسل اور وضو کے بہانے اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ ایک معین مقدار سے زیادہ پانی بہائے ۔

(۷۹) نماز اور وقف

نماز کی فکر و ثقافت مسجد کی تعمیر و توسیع ، اوقاف ، فن معماری ، مسجد بنانے کے سلسلہ میں عوامی امداد اور مدد ، معاشرہ میں مسجد کی تاسیس کے لئے جان و مال کی قربانی اور انفاق جیسے مسائل کو وجود عطا کرتی ہے ۔

تاریخ کے طویل دور میں لاکھوں زمینی حصے ، دکانیں اور کھیت مسجدوں

پر وقف ہوئے ہیں جو خود ایک دائمی خیرات کے طور پر الٰہی کام اور ایسی اجتماعی خدمت ہے جو مسجد اور نماز کے صدقے میں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ وقف کا دولت و ثروت میں تعادل و ہم آہنگی کے سلسلہ میں ایک اہم کردار ہے۔ وقف ایک ایسا چراغ ہے جس سے انسان اپنا مستقبل روشن کرتا ہے، وقف انسان کی موت کے بعد بھی بقائے ملکیت کی ایک نشانی ہے، وقف اپنی قوم اور مسلک سے عشق کی علامت ہے۔

۶۶ نماز اور دوست کا انتخاب

انسان کو اپنی سماجی زندگی میں دوست کی ضرورت ہے اور انسان پر دوستی کے اچھے یا بُرے اثرات کسی پر پوشیدہ نہیں ہیں، مسجد اچھے دوست فراہم کرنے کا ایک بہترین مرکز ہے۔

جو لوگ مسجد جاتے ہیں وہ خدا کی بندگی کے لئے جاتے ہیں، جھوٹ فریب چال بازی، خودنمائی اور شیخی بگھارنا وغیرہ سب ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔

انسان مسجد میں مومنین کے درمیان اپنے لئے اچھے دوست کا انتخاب کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص نمازی نہ ہو تو ہم اسے کیوں اپنا دوست بنائیں؟ وہ جب خدا کا نہ ہوا تو وہ ہمارا کیا دوست ہوگا، وہ جو خدا کی نعمتوں اور لطف و عنایت کو بھولا بیٹھا ہے، اپنے محسنوں کی خدمتوں کو بھی بھول جائے گا جو مومنین کے ساتھ وفاداری نہ کرسکا ہو اس کے بارے میں تمہیں کیسے

یقین ہے کہ وہ تمہارے ساتھ وفاداری کرے گا؟

حدیث میں ہے: مسجد اور نماز کی برکتوں میں سے ایک اچھے دوست کا پیدا کرنا بھی ہے۔

۷۸ نماز اور شریک حیات کا انتخاب

اسلام میں تاکید کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اہل مسجد اور جماعت نہیں ہے، عملی طور پر عبادت، اتحاد اور قومی اخوت سے کسی عذر کے بغیر روگردانی کرتا ہے تو اس کا بائیکاٹ کرنا چاہئے اس کا ایک اچھے "شریک حیات" کے عنوان سے انتخاب نہیں کرنا چاہئے۔

اسلام کے ایک اسی دستور پر بھرپور عمل مسجدوں کو پُر کر سکتا ہے کیونکہ جب جوان سمجھ جائیں گے کہ مسجد اور مومنین سے دوری سے ان کو عملی طور پر معاشرہ میں "تنہا" اور "نکو" بنا دے گا تو وہ مسجدوں کو کبھی بھی نہ چھوڑیں گے۔

۷۹ نماز اور امداد باہمی

نماز کی برکتوں میں سے خصوصاً مسجدوں میں امداد باہمی بھی ہے، ہمیشہ محروم و غریب طبقے کے لوگ مسجد میں جاتے اور اپنی مشکلات کو لوگوں کے سامنے رکھتے رہتے ہیں اور اس مقدس مکان میں ان کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔

یہ کام حضرت رسول اکرمؐ کے زمانہ سے ہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ خود قرآن نے جس کی ایک منظر کشی کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ: ایک فقیر مسجد میں داخل ہوا اور لوگوں سے امداد چاہی، کسی نے اس کی طرف توجّہ نہ کی تو فقیر نے نالہ و فریاد کے ساتھ خداوند عالم سے اپنا حال بیان کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے اسی عالم میں فقیر کو اشارہ کیا، وہ قریب آیا اور حضرتؑ نے رکوع کی حالت میں اس کو اپنی انگوٹھی دیدی، آیت نازل ہوئی:

"تمہارا ولی و رہبر فقط خدا، اس کا رسولؐ اور وہ لوگ ہیں کہ جو حالت رکوع میں انفاق اور فقراء کی امداد کرتے ہیں۔"

جیسے ہی لوگوں نے آیت سنی دوڑتے ہوئے مسجد کی طرف آئے تاکہ دیکھیں یہ آیت کس شخص کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ سمجھ گئے کہ آیت کا مصداق حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

بہرحال جنگی محاذوں پر امداد رسانی سے لے کر فقراء کی امداد و خبر گیری تک مسجد اور نماز کی برکتیں لوگوں کے شامل حال رہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

مسلمان مجاہدین مسجدوں سے ہی میدان کارزار کی طرف گئے ہیں، مسجدیں اسلام کی چھاؤنیاں ہیں۔ ایران کا اسلامی انقلاب بھی مسجدوں سے ہی شروع ہوا تھا مسجدوں میں لوگوں کا اجتماع بہت زیادہ برکتوں کا حامل ہے جس کا حق چند سطروں میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن میں متعدد مقامات پر نماز اور انفاق، نماز اور زکوٰۃ، نماز اور ایثار و قربانی کا ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے، حدیث میں ہے: اس شخص کی

نماز قبول نہیں ہے جو زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔

۸۰ نماز اور صحت مند اقتصاد

نماز میں لباس، جگہ اور پانی جو وضو اور غسل کے لیئے استعمال ہوتا ہے اسلامی قوانین کے مطابق مہیا کیا جانا ضروری ہے۔ یعنی یہ چیزیں حلال ہونا چاہیئے۔ اگر لباس میں ایک بٹن یا دھاگہ یا نماز کی طہارت کے لیئے استعمال ہونے والے پانی کا ایک قطرہ بھی حرام یا غیر شرعی طریقے سے حاصل کیا جائے تو نماز باطل ہے۔

دلچسپ یہ ہے کہ اگر ہم اپنی دعا اور نماز کی قبولیت چاہتے ہیں تو ایک ایک لقمہ جو ہم کھاتے ہیں حلال ہونا چاہیئے۔

جی ہاں! جس طرح ہوائی جہاز میں پرواز کے لیئے ایک خاص قسم کے اعلیٰ اور خالص پیٹرول کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح انسان کی معنوی پرواز کے لیئے بھی حلال لقمہ کی ضرورت ہے۔

۸۱ نماز اور مساوات و مواسات

نماز میں بالاترین جزو بدن پیشانی اور پیروں کے انگوٹھے کی نوک دونوں شریک اور ہم آہنگ ہیں یعنی سجدہ کرتے وقت دونوں کو زمین اور خاک سے مس ہونا چاہیئے۔

نماز میں دن اور زبان، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے، غلام اور آزاد، فقیر اور مالدار، حاکم اور رعایا سب کے سب ایک صف میں کھڑے نظر آتے ہیں، اور یہ ایمان و اتحاد کی بنیاد پر ایک عملی اجتماع اور نمایش ہے، نماز جماعت لوگوں کے درمیان، لوگوں کے ساتھ، لوگوں کی ایک عملی مشق اور تربیت ہے۔

نماز میں مختلف قسم کی ہم آہنگیاں اور مساوات و مواسات کی تجلیاں جلوہ نما ہوتی ہیں: افراد کی ہم آہنگی، شغلوں کی ہم آہنگی، رنگوں اور خاندانوں کی ہم آہنگی، ہنر و فن اور مہارتوں کی ہم آہنگی اور تعاون، یعنی روزانہ، کچھ بھی خرچ کئے بغیر بہت ہی سادہ طور پر ایک عظیم اور معنوی ھدف کے لئے ایک پاک و پاکیزہ اجتماع و اتحاد۔

۸۲ نماز اور تنظیم و تشکیل

حالت نماز میں اگر کبھی پیش نماز کے لئے کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ وہ نماز جاری نہ رکھ سکتا ہو تو ایسی صورت میں جو لوگ اس کے بالکل قریب ہیں ان میں سے کوئی ایک امامت کا عہدہ اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسلامی مراسم کسی ایک فرد کے چلے جانے سے درہم برہم نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اداروں اور منصوبوں کی تنظیم و تشکیل کے ذریعے نظام کو اس قدر مستحکم بنایا جائے کہ جب کبھی بھی کوئی شخص درمیان سے چلا جائے تو نظام درہم و برہم نہ ہو سکے اور ادارے اپنی جگہ پر قائم رہیں گویا اہم چیز راہ اور مقصد کو بقاء و دوام بخشنا ہے، دلو پیشوا اور رہبر کے لئے عذر پیش آتے رہیں۔

۸۳ نماز اور عوامی مراقبت ونگرانی

اگر امام جماعت یا مومنین میں سے کسی کو نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک ہوجائے تو ایک دوسرے کے ذریعہ اپنے شک کو برطرف کرسکتے ہیں۔

مثلاً: امام کو شک عارض ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور وہ دیکھتا ہے کہ لوگ سجدہ کے بعد کھڑے ہوگئے ہیں تو وہ بھی کھڑا ہوجائے گا اور تین رکعت پر ہی بنیاد قائم کرے گا۔

جی ہاں! نماز کی برکتوں میں سے ایک شک وشبہات کا برطرف ہوجانا اور دوسروں پر اطمینان اور اعتماد کرنا بھی ہے۔ یہ شک وشبہ کی صورت میں باایمان عوام کی طرف رجوع کرنے اور رہبر ورہرو کے درمیان ایک دوسرے کے سلسلہ میں توجہ اور مراقبت کا ایک اہم درس ہے۔

۸۴ نماز اور محبّت

وہ محبّت اور تعاون جو اہل مسجد کے درمیان پایا جاتا ہے دوسروں کے یہاں نہیں ملتا۔

اہل مسجد کی زندگی کے نظام میں سے ہے کہ ادھر کوئی شخص دو تین روز مسجد میں نہ آیا، لوگ اس کے حالات ایک دوسرے سے معلوم کرنے لگتے۔ اگر مریض ہے تو اس کی عیادت کو جاتے ہیں۔ اگر کوئی مشکل درپیش

آگئی ہے تو اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اہل مسجد کو غربت کا احساس نہیں ہوتا۔

جس کے کوئی بیٹا یا بھائی نہ ہو لیکن وہ مسجد سے سروکار رکھتا ہو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ تمام لوگ اس کے بھائی اور بیٹے ہیں۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک معمولی اہل مسجد دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس کے ایصال ثواب کی مجلسیں بڑی ہی بارونق ہوتی ہیں، اس کے لئے دکانیں بند کر دی جاتی ہیں۔ اس کے جنازے میں ہزاروں لوگ شرکت کرتے ہیں اور اس کی تشییع بڑے عزت و احترام سے انجام پاتی ہے۔

یہ ایک قلبی رابطہ اور رشتۂ محبت ہے جو خدا کے گھر میں مومنین کے درمیان پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر کسی مسجد کا کوئی نمازی مکہ سے حج کر کے واپس آئے یا اس کے لڑکے، لڑکی کی شادی ہو تو وہ اپنے اندر محبت کی گرمی محسوس کرتا ہے، لوگوں کو اپنی خوشی اور غم میں برابر کا شریک پاتا ہے، اہل مسجد کے درمیان پائی جانے والی محبت کی اس گرمی اور جوش و خروش کو کسی دوسری چیز سے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۸۵ نماز اور عزّت و آبرو

ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے محلے میں غلط کام کرنا پسند نہیں کرتے، کیونکہ وہ اپنے محلے والوں اور عزیز و اقارب کو بخوبی پہچانتے ہیں لیکن اگر

یہی لوگ کسی ناشناس محلے یا علاقے کی طرف چلے جائیں تو اب وہاں یہ غلط کام کرنے سے نہیں گھبراتے وہاں ان کے دل پر پہلے جیسا بار محسوس نہیں ہوتا نماز میں شرکت انسان کو مسجد، اسلام اور عوام سے وابستہ بنادیتی ہے اور نمازیوں کو تقویٰ و پرہیزگاری کا ایسا نورانی چہرہ عطا کردیتی ہے کہ وہ حتی الامکان کسی غلط کام کے لئے تیار نہیں ہوتا، جانتا ہے کہ کسی طرح کی خلاف ورزی اسکی مذہبی عزت و آبرو ختم کردے گی۔ اس کے بدن سے محبت وانس اور تقویٰ و پرہیزگاری کا لباس اتار لے گی۔

لیکن جو لوگ مسجد، اسلام اور عوام سے دور ہوچکے ہیں۔ برائیاں ان کے لئے آسان ہوجاتی ہیں وہ کسی طرح کا (سماجی و مذہبی) دباؤ محسوس نہیں کرتے۔ ان پر مذہبی رنگ اور عنوان ہی نہیں چڑھا ہے کہ وہ عزت و آبرو سے ہاتھ دھونے کا غم کریں۔

۸۶ نماز اور معاشرہ کی اصلاح

قرآن کریم میں خداوند عالم نماز قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"انا لا نضیع اجر المصلحین"

"ہم اصلاح چاہنے والوں کی جزا ضائع نہیں کریں گے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز صحیح طریقے سے قائم ہو نیز ظاہری اور باطنی شرائط و احکام کی رعایت کی جائے تو معاشرہ خودبخود فلاح و بہبودی

کی طرف بڑھتا ہے ۔

درحقیقت نمازی ایک مصلح اور ہادی کی حیثیت رکھتا ہے ۔ عبادت گوشہ نشینی اختیار کر لینے کے لئے نہیں بلکہ معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ ہونا چاہئے ۔ نمازیوں کا فرض ہے کہ وہ معاشرہ سے خرابیوں اور برائیوں کو ختم کریں ۔

۸۷ نماز اور سیاست

بہت سی روایتوں میں ہے : اگر انسان پوری عمر اور وہ بھی مکہ جیسے مقدس شہر میں خانہ کعبہ کے کنارے نماز میں مشغول رہے ، لیکن الٰہی رہبری کو قبول نہ کرتا ہو تو اس کی نماز قابل قبول نہیں ہے ۔

آج بھی مسلمانوں کی مشکل یہی ہے کہ وہ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن ان کے رہبر بزدل ، غیروں سے وابستہ ، ان ہی کے بنائے اور بٹھائے ہوئے ہیں جو الٰہی معیاروں پر اترے بغیر اقتدار پر قابض ہو گئے ہیں ۔ زبان سے تو خدا کے راہ مستقیم چاہتے ہیں اور عملی طور پر منحرف راہوں کو اپنائے ہوئے ہیں ۔

معلوم ہوا ، الٰہی خطوط پر پڑھی جانے والی نماز الٰہی رہبری اور سیاست کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے ۔

۸۸ نماز اور باہمی مشورے

سورۂ شوریٰ میں مومنین کے صفات کو شمار کرتے ہوئے خداوند عالم

فرماتا ہے:

"ان کے کام رائے اور مشورہ کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاورتی کونسلوں اور پارلیمانوں میں جو لوگ ہیں چاہے جس شعبہ اور صنف سے تعلق رکھتے ہوں انھیں نماز قائم کرنے کے سلسلے میں ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔ اگر باہمی مشورہ مہم ہے تو نماز اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اگر مشاورتی کمیٹیوں اور انتخابات میں شرکت کے لئے اس قدر بجٹ اور سرمایہ دوٹوں کے صندوقوں کو پر کرنے پر صرف کیا جاتا ہے تو مسجدوں کو پر کرنے کے لئے بھی کچھ درد و جستجو اور کوشش ہونا چاہئے۔

۸۹ مسلح دشمنوں کے سامنے نماز جماعت

سورۂ نساء کی آیت ۱۰۲ میں ارشاد ہے:

اے رسول! جب کبھی بھی تم لوگوں کے درمیان موجود ہو نماز قائم کرو لیکن جب تمہارے سامنے مسلح دشمن موجود ہو تو پہلی بات یہ کہ تمام لوگ تمہاری اقتداء نہ کریں، دوسرے یہ کہ جو لوگ اقتداء کریں وہ مسلح ہو کر اقتداء کریں۔

چنانچہ لوگوں میں امتیاز پیدا نہ ہو اس لئے پہلی رکعت میں مسلمانوں کا ایک گروہ مسلح ہو کر تمہاری اقتداء کرے اور

دوسرا گروہ دشمن کا مقابلہ کرتا رہے، جب تمہاری ایک رکعت تمام ہو جائے تو پہلا گروہ اپنی دوسری رکعت جلدی جلدی تمام کر کے جائے اور دشمنوں کے مقابل کھڑے دوسرے گروہ کی جگہ لے لے اور وہ دوسرا گروہ جو اب تک دشمنوں کا مقابلہ کر رہا تھا آئے اور دوسری رکعت میں تمہارے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے تاکہ جماعت سے نماز بھی ترک نہ ہو اور لوگ اپنے اسلحے اور دشمن سے غافل نہ ہونے پائیں، اسلام کے مجاہدین کے درمیان امتیاز و اختلاف بھی نہ ہو۔

اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی جگہ لیتے وقت اتنی تیزی دکھائیں کہ امام کی دوسری رکعت میں شامل ہو سکیں۔ اس کے لئے ظاہر ہے مجاہدین کا پہلے سے باوضو ہونا اور جنگ کی حالت میں نماز (خوف) کے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے (امام کو بھی دوسری رکعت میں کسی ایسے طویل سورے کا انتخاب کرنا چاہئے کہ پہلا گروہ جلدی جلدی اپنی دوسری رکعت مکمل کر کے میدان میں موجود مجاہدین کے دوسرے گروہ کی جگہ لے لے اور دوسرا گروہ آکر نماز میں شامل ہو جائے)

شریعت کا یہ حکم (نماز خوف) ایک فلمی منظر میں تبدیل کرنے کے قابل ہے جو دلچسپ بھی ہوگا اور ایک رزمیہ عبادت کا پروگرام بھی، جس سے نماز جماعت کی اہمیت عدالت، تیزی سے کام کرنے کی رفتار امتیازات سے پرہیز اور خدا کی طرف توجہ کے ساتھ ہی ساتھ دشمنوں سے غافل نہ ہونے کا

دلکش منظر سامنے آئے گا۔

۹۰ مسجد میں مال و اولاد کے ساتھ جائیں

قرآن میں ارشاد ہے:

"الـمـال و البنون زينـة الحياة الـدنيا"

"مال اور اولاد دنیوی حیات کی زینت ہیں" (کہف/۴۶)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"خذوا زينتكم عند كل مسجد" (اعراف/۳۱)

"جس وقت کسی مسجد میں جاؤ زیب و زینت کے ساتھ جاؤ"۔

اگر دونوں آیتوں کو جمع کیا جائے تو مطلب یہ نکلے گا کہ اپنی زینت یعنی اولاد کو بھی ساتھ لے کر جایا کرو، مسجد سے آشنا کرو اور کچھ مال و منال بھی ساتھ لے جایا کرو کہ اگر کوئی محتاج و فقیر مل جائے تو اس کی مدد بھی کر سکو۔

(یقیناً مسجد کے لئے صاف ستھرا لباس، خوشبو، متانت و وقار کے ساتھ رہنا، کسی لائق امام جماعت کا انتخاب کرنا وغیرہ کو زینت کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے)

۹۱ نماز اسلامی اخوت کے لئے شرط ہے

سورۂ توبہ میں خداوند عالم کفار و مشرکین کا تعارف کرانے اور ان کے

غلط مقاصد اور سازشوں سے آگاہ کرنے کے بعد فرماتا ہے لیکن:

اگر انہوں نے توبہ کرلی اور نماز قائم کی اور اپنے مال سے زکوٰۃ بھی ادا کردی تو وہ لوگ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

"فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ وآتو الزکاۃ فاخوانکم فی الدّین"

(توبہ/۱۱)

اس آیت میں ایمانی بھائی ہونے کی ایک شرط نماز کا قائم کرنا بھی ہے۔

۹۲ کفّار آپ کی نماز سے ناخوش ہیں

"واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوًا ولعبًا"

(مائدہ/۵۸)

بعض یہودی اور عیسائی حضرات جب مؤذن کی آواز سنتے تھے یا مسلمانوں کو نماز کے لئے کھڑا دیکھتے تھے تو مذاق اڑانے لگتے تھے (اسی لئے) قرآن نے ان کے ساتھ دوستی سے منع کیا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

۹۳ نماز کے ساتھ مذاق پورے دین کے ساتھ مذاق ہے ایسوں سے دوستی ممنوع ہے۔

مشرکین مکہ میں سے دو اشخاص رفاعہ اور سوید اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور پھر منافقین سے ملحق ہو جاتے ہیں۔ بعض مسلمان ان کے یہاں آمد و رفت

رکھتے تھے، آیت نازل ہوئی :

"یا ایها الذین آمنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعباً .... اولیاء - اذا نادیتم الی الصلوٰة اتخذوها هزواً ولعباً"

(مائدہ / ۵۷ و ۵۸)

اے مؤمنین جو لوگ تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں ان کو اپنا دوست نہ بناؤ ("اولیاء" کی لفظ یہاں دوست کے معنیٰ میں ہے، سرپرست کے معنیٰ میں نہیں ہے جس کی دلیل خود شانِ نزول ہے) جیسے ہی تم لوگ (نماز کے لئے) اذان کہتے ہو وہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔"

ان دونوں آیتوں میں یکے بعد دیگرے پہلے ارشاد ہوتا ہے :
"وہ لوگ تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں" اس کے بعد خدا فرماتا ہے:
"یہ لوگ اذان کا مذاق اڑاتے ہیں۔" معلوم ہوا اذان دین کا نچوڑ اور آئینہ ہے۔

بہرحال ان لوگوں کو مسلمانوں پر ولایت کا حق نہیں ہے اور مسلمانوں کو نہ تو ان سے دوستی اور تعلقات قائم کرنا چاہئیے اور نہ ہی ان کے فریب اور جال میں پھنسنا چاہئیے۔

۹۴ تارک الصّلوٰۃ کو محبوب نہ بناؤ

ربنا لیقیموا الصلاۃ فاجعل افئدۃ من الناس

تھوی الیہم" (ابراھیم/۳۷)

حضرت ابراھیمؑ فرماتے ہیں: پروردگارا! میں نے اپنی ذریت کو اس بے آب و گیاہ پہاڑی علاقہ میں ساکن قرار دیا ہے کہ وہ نماز قائم کریں، پس تو بھی لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

جی ہاں! جو لوگ نماز قائم کرنے کے لئے کسی بھی علاقے اور دیار میں ہجرت کرتے ہیں اور اس راہ میں ہر طرح کی سختی اور مصائب برداشت کرتے ہیں خداوند شکور، ان کی زحمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کر دیتا ہے۔

لیکن جو لوگ نماز قائم کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھاتے خواہ وہ حضرت ابراھیمؑ کی نسل سے ہی کیوں نہ ہوں اس بات کے سزاوار نہیں ہیں کہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہوں۔

۹۵ کسی بھی عمل کیلئے اس قدر تاریخی شواہد نہیں ملتے

خود حضرت رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نیز تمام اصحاب و انصار، دوست و احباب، مومنین و مسلمین نے تمام بلند و بالا چوٹیوں، مناروں، مکانوں کی چھتوں، مسجدوں، خانقاہوں مدرسوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژنوں سے براعظموں، ملکوں، شہروں اور دیہاتوں میں طویل تاریخ کے دوران مرد ہوں یا عورت، بوڑھے ہوں

یا جوان ہمیشہ اذان و اقامت کہکر شہادت دی ہے کہ نماز بہترین عمل ہے "حیّ علیٰ خیر العمل" کسی بھی عمل خیر کے لئے اس قدر گواہ زبانیں اور نعرے نہیں ملتے جو اس کے بہترین عمل ہونے کے بارے میں اعلان کریں۔ علاوہ ازیں سب نے گواہی دی ہے کہ نماز ہی میں کامیابی اور رستگاری ہے "حیّ علی الفلاح"

۹۶ گھروں کی نقشہ کشی اور نماز

شہروں کی آبادی اور گھروں کی تعمیر کے وقت نماز اور قبلے کے مسائل فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے:

"واجعلوا بیوتکم قبلۃً واقیموا الصلوٰۃ"

(یونس / ۸۷)

"اپنے گھروں کو قبلہ قرار دو اور نماز قائم کرو"

ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون سے وحی کی کہ بنی اسرائیل کی سکونت کا مسئلہ حل کریں اور مصر میں اپنی قوم والوں کے لئے مکان بنا کر ان کو پراگندگی اور دربدری کی زندگی سے نجات دلائیں۔ (صاحب خانہ ہونے کے بعد ان کے یہاں وطن اور اپنے وطن کے دفاع کا احساس آجاگر ہوگا)

لیکن شہر آباد کرتے وقت اپنے گھروں کو قبلہ قرار دیں تاکہ کسی مشکل کے بغیر نماز قائم کرسکیں۔

ایران میں بعض شہروں کی آبادی کا نقشہ آیت اللہ شیخ بہائی نے تیار کیا ہے۔ ان میں سڑکوں اور گلیوں کی اس طرح نقشہ کشی کی گئی ہے کہ جہاں سے بھی دیکھئے قبلہ بالکل سیدھا ہے۔ کسی انحراف اور کجی کی ضرورت نہیں ہے۔

(یقیناً یہاں آیت میں لفظ "قبلہ" کے دوسرے معنی بھی بیان کئے گئے ہیں لیکن " اقیموا الصلاۃ " پر توجہ کرتے ہوئے یہی معنی بہتر سمجھ میں آتے ہیں)

۹۷ الٰہی نمائندہ نمازیوں کا کسی سے معاملہ نہیں کرتا

قریش کی بزرگ شخصیتوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشکش کی ان غریب و نادار مسلمانوں کو اپنے اردگرد سے ہٹا دیجئے تو ہم آپ کے گرد جمع ہو جائیں، آیت نازل ہوئی:

" واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی "

اے رسولؐ! ان ہی لوگوں کے ساتھ رہو جو صبح و شام خدا کو یاد کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: " اس سے مراد نماز پڑھنے والے ہیں۔" آسودہ حال لوگوں کو خوش کرنے کے لئے نادار اور غریب نمازیوں کو خود سے دور نہیں کرنا چاہئے۔

چھٹا حصّہ

قرآنی نکات

۹۸ نماز اور قرآن

نماز کا قیام اور زندگی، قرآن کی بقا اور زندگی ہے، کیونکہ ہر نمازی مجبور ہے کہ اپنی روزانہ کی سترہ رکعتوں میں دس مرتبہ سورہ حمد کی تلاوت کرے اور چونکہ اس سورۂ مبارکہ میں سات آیتیں ہیں لہٰذا ایک نمازی روزانہ کم از کم قرآن کی ستّر آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، دوسرا سورہ جو حمد کے بعد پڑھا جاتا ہے، اس میں بھی چند آیتیں ہوتی ہیں۔ فرض کیجئے اگر سورۂ توحید (قل ھو اللہ احد) پڑھتا ہے تو اس میں پانچ آیتیں ہیں۔ اب کوئی شخص اس کو دس رکعتوں میں دس مرتبہ پڑھے تو پچاس آیتیں ہوں گی۔

بنا بریں کل ملا کر ایک نمازی کی زبان پر روزانہ ایک سو بیس آیتیں جاری ہوں گی، ہر روز اتنی مقدار میں آیتوں کی تلاوت قرآن مجید کو اس کی مہجوریت سے نکالنے کے علاوہ معاشرہ میں قرآن اور انسان کے درمیان رابطہ کو بھی زیادہ تقویت دیتی ہے۔

اس سے قطع نظر، اکثر اوقات انسان سورۂ توحید کے بجائے دوسرے سورے بھی پڑھا کرتا ہے جو قرآنی سوروں کے حفظ کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر قرآن اور نماز کا ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے:

"یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوٰۃ"

(فاطر / ۲۹)

وہ لوگ جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

دوسری جگہوں پر ملتا ہے :

"یمسّکون بالکتاب و اقاموا الصلوٰۃ "

(اعراف / ۱۷۰)

" وہ لوگ جو قرآن سے متمسک ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں ۔"

جی ہاں! قرآن اور نماز دونوں (ظاہر میں) بھی ایک ساتھ ہیں اور باطن میں بھی ۔

۹۹ نماز کی فرشتوں سے شباہت

قرآن مجید کے سوروں میں سے ایک سورہ "صافات" ہے ۔ خداوند عالم نے اس سورہ کی پہلی آیت میں اُن فرشتوں کی قسم کھائی ہے جو ایک صف میں ہیں ۔

قرآن نے چند دوسری جگہوں پر بھی فرشتوں کی صفوں اور اطاعت کیلئے ان کی ہمہ تن آمادگی کے سلسلہ میں گفتگو کی ہے ۔

قرآن کے ایک دوسرے سورہ کا نام بھی سورۂ "صف" ہے جس میں ان مجاہدین کی تعریف کی گئی ہے کہ جو صفیں جاکر راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں یہ دونوں کلمے (صف و صافات) جو قرآن کے دو سوروں کے نام ہیں اس توجہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو قرآن کے اندر نظم و ضبط کے سلسلہ میں پائی جاتی ہے ۔

انسان نماز جماعت کی صفوں میں کھڑا ہوکر ان فرشتوں سے

تشابہت پیدا کر لیتا ہے جو بہت بڑی صفوں میں کھڑے ہیں ۔

۱۰۰ نماز ۔ پورے قرآن میں

قرآن کے سب سے بڑے سورہ (بقرہ) میں بھی نماز کے بارے میں گفتگو ملتی ہے :

"یقیمون الصّلوٰۃ" "متقین حضرات نماز قائم کرتے ہیں ۔"

اور سب سے چھوٹے سورۂ کوثر میں بھی نماز کے بارے میں ذکر ہے:

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ"

اب جبکہ ہم نے تم کو کوثر اور خیر کثیر عطا کر دیا ہے تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور اونٹ کی قربانی دو ۔"

قرآن کے سب سے پہلے نازل ہونے والے سورے میں بھی نماز کا تذکرہ ہے اور سب سے آخر میں نازل ہونے والے سورہ میں بھی نماز کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے ۔

اسّی سے بھی زیادہ مقامات پر قرآن میں نماز کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے ۔

۱۰۱ تمام عبادتوں کے ساتھ نماز

نماز کا روزہ کے ساتھ ذکر ہے :

"واستعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ"

(بقرہ / ۴۵)

نماز اور صبر کے ذریعہ مدد طلب کرو۔ تفسیروں میں صبر سے مراد "روزہ" ہے۔ نماز کا زکاۃ کے ساتھ ذکر:

"یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزکاۃ"

(توبہ / ۷۱)

نماز کا حج کے ساتھ ذکر:

"واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی"

(بقرہ / ۱۲۱)

نماز کا جہاد کے ساتھ ذکر:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے روز عاشور (اپنے اصحاب کے ساتھ) نماز پڑھی۔ مجاہدین کی شان میں قرآن رطب اللسان ہوا:

"العابدون الحامدون"

نماز کا امر بالمعروف کے ساتھ ذکر:

جناب لقمانؑ اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں:

"یابُنیّ اقم الصّلوٰۃ وأمُر بالمعروف وانہ عن المنکر"

(لقمان / ۱۷)

اے فرزند! نماز قائم کرو، اچھائی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو....

نماز کا سماجی انصاف کے ساتھ ذکر:

"قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد"

(اعراف/۲۹)

اے رسول! کہہ دیجئے میرے رب نے عدل وانصاف کے ساتھ حکم دیا ہے اور ہر عبادت میں اپنا چہرہ اسی کی طرف قائم رکھو۔

نماز کا قرآن کی تلاوت کے ساتھ ذکر:

"یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ"

(فاطر/ ۲۹)

"(جولوگ) کتاب خدا کی تلاوت کرتے اور نماز قائم کرتے ہیں..."

نماز کا باہمی مشورہ کے ساتھ حکم:

"واقاموا الصّلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم"

(شوریٰ/۳۸)

اور جو نماز قائم کرتے اور اپنے کام باہمی مشورے سے انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح "قرض الحسنہ" کے حکم کے ساتھ بھی قرآن میں نماز کا تذکرہ آیا ہے۔

۱۰۲ نماز اور رحمت

نماز میں لفظ "رحمت" کے آنا شاید ہی کوئی اور کلمہ استعمال ہوا ہو

بِسْمِ اللہ پڑھتے وقت بھی ہم کہتے ہیں: بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، اور پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کے بعد بھی ہم کہتے ہیں: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اور سورۂ حمد کے بعد دوبارہ بِسْمِ اللہ میں ہم رَحْمٰن و رَحِیْم کی تکرار کرتے ہیں اگر اس لفظ "رحمت" کی تکرار روزانہ کم از کم ساٹھ[1] مرتبہ پوری توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ ہو تو انسانی رحمت معاشرہ اور فرد کے اندر جوش مارنے لگے گی اور اگر رحمت جوش میں آجائے تو امداد باہمی کا جذبہ، محبتیں، ایک دوسرے سے تعاون ایک دوسرے کے لئے خیرخواہیاں، معافیاں اور بخششیں رواج پیدا کرلیں گی اور جن لوگوں کے درمیان باہمی تعاون اور رحمتیں زندہ ہو جائیں (خدا کی) خاص رحمتوں کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

۱۰۳ نماز اور برائت

ہم نماز میں ان لوگوں سے جو گمراہ ہیں اور جن پر خدا کا غضب ٹوٹ کر پڑتا ہے۔ برائت اور پناہ مانگتے ہیں: "غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین" قرآن میں بہت سے ایسے افراد اور بہت سی ایسی قومیں ذکر ہوئی ہیں کہ جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے، فرعونوں، قارونوں، ابولہبوں، منافقوں، بےعمل ملاؤں، سود خور یہودیوں اور تن پروروں کے گروہ جو آرام طلب دنیا پرست

---

[1] دو مرتبہ بسم اللہ میں اور دو مرتبہ الحمد للہ کے بعد اور دو مرتبہ سورہ حمد کے بعد بسم اللہ میں لہٰذا ایک رکعت میں چھ مرتبہ تکرار ہوتی ہے اور سترہ رکعتوں میں ہم مجبور ہیں کہ دس رکعتوں میں سورہ حمد اور دوسرے سورہ کی اس سے ابتدا کریں (۶×۱۰=۶۰)

دانشوروں اور قانون شکنوں کی طرف بھاگتے ہیں، اس میں شامل ہیں۔
ان کے لئے لفظ "غضب" اور "لعنت" کا استعمال ہوا ہے اور ان ہی گروہوں اور لوگوں کو گمراہ کہکر پہچنوایا گیا ہے، چاہے خدا نے انکو دنیا میں اپنے عذاب میں مبتلا کیا ہو یا نہ کیا ہو۔
یہ گمراہ اور غضب خدا کے مستحق افراد کئی گروہوں بٹے ہوئے ہیں کہ جن کا ذکر کرنا اس مختصر رسالے میں مناسب نہیں ہے۔

۱۰۴ نماز اور تسبیح

رکوع اور سجود میں ہم تین مرتبہ "سبحان اللہ" یا دونوں سجدوں میں میں کم ازکم ایک مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ" اور رکوع میں ایک مرتبہ "سبحان ربی العظیم وبحمدہ" کہکر خداوند عالم کی تسبیح کرتے ہیں کم ازکم خاک کے معمولی ذروں، سنگریزوں، چاند، ستاروں، بے جان پتھروں اور پیڑ پودوں سے تو ہم تسبیح و تقدیس میں پیچھے نہ رہیں جب قرآن کے مطابق تمام چیزیں۔ خدا کی تسبیح کرتی ہیں تو ہم کیوں نہ کریں؟! ؎

تسبیح گوئے او نہ بنی آدمند وبس
ہر بلبلی کہ زمزمہ بر شاخسار کرد

نغمہ زن ہے چمن دہر میں ہر اک بلبل :: صرف انسان ہی کرتے نہیں اسکی تسبیح
کائنات کا ذرہ ذرہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے ہم قرآن مجید کے بقول ان کی تسبیح و تقدیس سمجھ نہیں پاتے۔

قرآن میں واقعہ موجود ہے کہ ھدھد جناب سلیمانؑ کے پاس آیا اور آپ سے ایک ایسے علاقہ میں لوگوں کی سورج پرستی کے بارے میں فریاد کی کہ جہاں ایک عورت حکومت کرتی تھی۔

اگر ھدھد (ایک پرندہ) توحید و شرک کے مفہوم کو سمجھتا ہے اور اسکی اچھائی اور برائی کو درک کرتا ہے مرد اور عورت کی شناخت کے ساتھ پوری خبر اپنے حاکم (حضرت سلیمانؑ) تک پہنچا سکتا ہے تو اس کو قبول کرنے میں کونسی چیز مانع ہے کہ وہ "سبحان اللہ" بھی کہتا ہو؟ اور خدا کی تسبیح پڑھتا ہو؟

کیا قرآن میں نہیں ہے کہ: ایک چیونٹی نے اپنی باقی ساتھی چونٹیوں سے کہا تھا: اپنی اپنی بلوں میں چلی جاؤ کہ کہیں یہ جناب سلیمانؑ اور ان کا لشکر بے خبری میں تم کو کچل نہ دے۔ اب کیا تعجب ہے کہ جو چیونٹی لوگوں کے نام تک سے واقف ہے "سبحان اللہ" بھی کہتی ہو؟

۱۰۵ نماز کے ناموں میں سے ایک قرآن بھی ہے

سورۂ اسراء کی ۷۸ ویں آیت جس میں نماز کے اوقات بیان ہوئے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

"اقم الصلوٰة لدلوك الشمس الیٰ غسق اللّیل وقرآن الفجر انّ قرآن الفجر کان مشهودًا"

اول ظہر سے نصف شب تک چار نمازیں (ظہرین و مغربین) پڑھو اور قرآن فجر یعنی صبح کی نماز قائم کرو (کیونکہ صبح کی نماز)

وہ ہے جس پر رات اور دن دونوں کے فرشتوں کی گواہی ہوتی ہے۔

آیت میں "دلوك الشمس" آیا ہے جس سے مراد اول ظہر یا زوال آفتاب کا وقت ہے جب سورج مغرب کی طرف ڈھلتا ہے اور غسق اللیل سے مراد نصف شب ہے)

اول ظہر سے نصف شب تک چار نمازیں: ظہر، عصر، مغرب و عشاء پڑھی جانی چاہئے۔ قرآن الفجر سے مراد یہی فجر کی نماز ہے، سنی اور شیعہ روایات کے مطابق رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے دونوں اس کی ادائیگی پر گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس آیت میں صلوٰۃ الفجر کے بجائے قرآن الفجر کی لفظ آئی ہے۔

(۱۰۶) نماز اور طہارت

قرآن نے وضو، غسل اور تیمم کے کچھ آثار بیان کئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ لیطھرکم۔ تاکہ تم کو پاک کرے۔ (مائدہ/۶)

۲۔ لیتم نعمته علیکم۔ تاکہ خداوند عالم اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے (مائدہ/۶)

۳۔ لعلکم تشکرون۔ تاکہ تم شکر گزاروں میں ہو جاؤ۔ (مائدہ/۶)

۴۔ والله یحب المتطھرین۔ خداوند عالم طاہر اور پاکیزہ لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

اگر ظاہری پاکیزگی ان تمام آثار کی حامل ہے تو دل کا نفاق، ریاکاری

شرک، شک و شبہات، کنجوسی، حرص و طمع جیسی تمام دوسری آفتوں سے پاکیزہ ہو جانا کیسے اثرات رکھتا ہوگا۔

معنوی پاکیزگی اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ خداوند عالم نے ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے جو لوگ پاک و پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں فرمایا ہے:
ایسی مسجد میں نماز پڑھا کرو جہاں کے لوگ پاک رہنا پسند رکھتے ہیں :

"فیہ رجالٌ یحبّون ان یتطهّروا"

۱۰۷ نماز رہبری کے مساوی ہے

قرآن میں دو جگہ "ومن ذرّیتی" کا کلمہ استعمال ہوا ہے اور دونوں جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے نقل ہوا ہے۔

ایک مرتبہ، اس وقت جب جناب ابراہیم کڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد خداوند عالم کی طرف سے مقام امامت پر فائز ہوئے ہیں تو فوراً خدا سے چاہا ہے کہ میری ذریت میں بھی امامت و رہبری باقی رہے لیکن جواب ملا : "لاینال عہدی الظالمین" "ظالم رہبر نہیں ہو سکتا" (اگر تمہاری اولاد میں کسی سے ظلم سرزد ہوگا تو وہ رہبر نہ ہو سکے گا)

دوسری جگہ جہاں اپنے لئے آپ نے نماز قائم کرنے والوں میں شمار کئے جانے کے سلسلہ میں دعا کی ہے۔ فرمایا ہے : "ومن ذرّیتی" (ابراہیم/۴۰)

یعنی خدایا! تو میری نسل اور اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والوں

میں سے قرار دے۔ بنابریں امامت و رہبری کے حاصل ہونے اور نمازیوں
میں شمار کئے جانے کے لئے حضرت ابراھیمؑ نے دو جگہ "ومن ذریتی"
کا استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ (ابراھیمؑ کی نظر میں) نماز کا
مقام رہبری کے مقام کے مساوی یا اس کے مثل ہے۔

ساتواں حصّہ

نماز کے آداب

۱۰۸ نماز اور اہتمامات

اسلامی روایات میں ہے کہ ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام نماز کے لئے ایک خاص لباس رکھتے تھے، خدا کے حضور خصوصاً عید اور جمعہ کی نمازوں میں شرفیابی کا لباس مخصوص تھا جس کو پہن کر یہ حضرات نمازیں ادا کرتے تھے۔

نماز استسقا، (خشک سالی رفع کرنے کے لئے پڑھی جانے والی نماز) کے لئے تاکید کی گئی ہے کہ امام جماعت اپنا لباس الٹ کر زیب تن کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ عاجزی اور ذلت کا اظہار ہو۔ نماز کے وقت تولیہ جیسا کوئی کپڑا شانوں پر ڈال لے، اس طرح کے دستورات سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی کیفیت کچھ خاص آداب اور اہتمامات رکھتی ہے اور نہ صرف نماز بلکہ (شریعت کا) ہر مقدس حکم اپنے خاص آداب رکھتا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کو بھی توریت کی آیتوں کو لینے کے لئے چالیس شب و روز کوہ طور پر مخصوص مراسم اور مناجات ادا کرنا پڑیں گے۔

نماز ایک معنوی معراج ہے جو ہر پہلو سے آمادگی پیدا کئے بغیر ممکن نہیں ہے، نماز کے تمام آداب، شرائط اور احکامات سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اس کو ایک سرکاری قسم کے اہتمام کے ساتھ، جو مخصوص قسم کے آداب و رسوم کا حامل ہے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنا وہ لباس جس میں آپ نے دس لاکھ رکعتیں نماز پڑھی تھیں اپنے انقلابی شاعر جناب "دعبل" کو ہدیہ

کیا تھا، جناب دعبل بنی عباس کی حکومت میں بیس سال تک مخفی زندگی بسر کر رہے تھے اور تقریبًا نوّے (۹۰) سال کی عمر میں صبح کی نماز کے بعد شہید کر دیئے گئے۔

شہر قم کے لوگوں نے اس لباس کو پیسے دیکر خرید نا بھی چاہا مگر جناب دعبل نے اس کو فروخت نہیں کیا۔

(۱۰۹) نماز اور دعا

قنوت میں پڑھی جانے والی دعا کے علاوہ بھی ہر نمازی اپنی نماز کے درمیان "اهدنا الصراط المستقيم" کہکر دعا کرتا ہے اور خداوند منّان سے ہدایت جو اس کی نعمتوں سے ایک بہترین نعمت ہے، طلب کرتا ہے اور نماز شروع کرنے سے قبل بھی کچھ دعائیں وارد ہوئی ہیں، اور مستحب ہے کہ نماز کی تعقیبات میں بھی دعائیں پڑھی جائیں۔ بہر حال ہر وہ شخص جو نماز پڑھتا ہے اہل دعا و مناجات بھی قرار پاتا ہے۔

البتہ دعائیں کرنے کے بھی کچھ آداب ہیں: پہلے خداوند عالم کی بزرگی کا اقرار کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد اس کی بے پناہ نعمتوں سے کچھ خصوصاً اس کی معرفت، اسلام، عقل، علم، ولایت، قرآن، آزادی اور سوچنے اور سمجھنے کی قوت جیسی نعمتوں کا اقرار کرے اور اس کا شکر ادا کرے، اس کے رسول اور آل رسول پر درود و سلام بھیجے۔

اس کے بعد بغیر اس کے کہ کوئی اور سمجھے اپنے گناہوں اور غلطیوں کی طرف متوجہ ہو، اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرے پھر صلوات پڑھے اور دعا کرے

اور اس میں بھی پہلے تمام لوگوں، خصوصاً والدین اور ان لوگوں کے لئے جن کا ہم پر حق ہے دعا کرنا چاہئے۔

خود نماز میں خدا کی حمد و توصیف، اس کی نعمتوں کا بیان، اس سے طلب ہدایت و رحمت موجود ہے جو دعا اور نماز کے درمیان گہرے رابطے کی علامت ہے۔

۱۱۰ نماز اور قرآن کا ادبی انداز

سورۂ نساء کی ۱۶۱ ویں آیت میں خداوند عالم و دانشوروں، مومنوں نمازیوں اور زکواۃ دینے والوں کی عظیم جزا اور انجام کی خوشخبری دیتا ہے لیکن ان گروہوں کا نام لیتے وقت نمازیوں کا ایک خاص انداز میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

"الرّاسخون فی العلم"

"المؤمنون باللہ"

"المؤتون الزکاۃ"

"المقیمین الصلوٰۃ"

اگر آپ ان چاروں جملوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دوسرے جملوں کی نسبت نماز کے انداز بیان میں فرق ہے۔ مثلاً نماز کے لئے بھی کہنا چاہیئے تھا "والمقیمون الصَّلوٰۃ" تاکہ "راسخون" "مؤمنون" اور "مؤتون" کی ہی صورت رہتی لیکن خدا نے "المقیمین" کہا ہے، یعنی

میں نماز کے لئے ایک خاص قصد رکھتا ہوں اور ہم جیسے طالب علموں کی زبان میں: "اعنی المقیمین ــ نماز پر میری خاص توجہ ہے"

حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں: "ان صلاتی و نسکی" (انعام/۱۶۲)

جبکہ لفظ نُسُک کے معنی عبادت کے ہوتے ہیں جو نماز کو بھی شامل ہے لیکن نماز کا نام خاص طور پر جداگانہ ذکر کرتے ہیں تاکہ اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

سورۂ انعام کی ۳۷ ویں آیت میں ارشاد ہے:

"ہم نے انبیاءؑ کو نیکیاں انجام دینے اور نماز قائم کرنے کے بارے میں وحی کی ہے:

"اوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ"

جبکہ نماز بھی کارِ خیر کا ہی ایک جزء ہے لیکن اس کا امورِ خیر کے ساتھ الگ سے نام ذکر ہوا ہے اور قرآن کی یہ خصوصی توجہ نماز کی اہمیت کو جتلانے کے لئے ہے۔

۱۱۱ خاشعانہ نماز۔ ایمان کی پہلی شرط

"قد افلح المؤمنونَ الّذینہم فی صلاتہم خاشعون" (المؤمنون/ ۱و۲)

یقیناً مؤمنین کامیاب اور رستگار ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

توجہ رہے کہ : انبیاء کے مسلک میں کامیابی اور رستگاری کا یقینی و حتمی ہونا معنویت کی بنیاد پر ہے جبکہ ظالم و سرکش افراد قوت و قدرت کی بنیاد پر کامیابی کا یقین حاصل کرتے ہیں۔

فرعون نعرہ لگاتا ہے :

"قد افلح الیوم من استعلیٰ"

"آج جس شخص کو بھی فوجی غلبہ مل گیا وہ ضرور رستگار ہو گا"

بہرحال انسان چاہے جیسے اور جس طرح لوگوں کی خدمت اور کار خیر انجام دے۔ اگر وہ نماز کے سلسلہ میں کوتاہی سے کام لے گا تو کبھی بھی کامیاب اور رستگار نہ ہو گا۔

۱۱۲ نماز اور سرور و نشاط

قرآن، منافقین کے بارے میں فرماتا ہے :

"وہ سستی اور کاہلی سے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے یہاں عاشقانہ جوش نہیں پایا جاتا :

واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ

(نساء / ۱۴۲)

اسی طرح سورہ توبہ کی ۵۴ ویں آیت میں عشق و خلوص کے بغیر انفاق اور خیرات کی سخت تنقید کی گئی ہے، اس کی وجہ بھی روشن ہے : عبادت اور سخاوت و بخشش کا ہدف و مقصد معنوی ہے اور اس معنوی مقصد کے

حصول کی شرط اخلاص و محبت ہے۔

۱۱۳ اہل نماز کے درجات

بعض لوگ نماز خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتے ہیں :

"والذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون"

خضوع وخشوع ایک جسمانی و روحانی تربیت ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا : اگر اس کے یہاں ذرا بھی روحانی خضوع وخشوع ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔

(تفسیر صافی)

حضرت رسول اکرمؐ نماز کے وقت آسمان کی طرف نگاہ رکھتے تھے۔ (لیکن) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد زمین پر نگاہ رکھتے تھے۔

(تفسیر نمونہ، مجمع البیان سے ماخوذ)

بعض لوگ وقت نماز کے انتظار میں رہتے ہیں :

وھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون

(انعام/۹۲، معارج/۳۴)

یہ آیت قرآن میں دو جگہ آئی ہے۔ سورۂ انعام میں نماز کی حفاظت اور انتظار کو قیامت پر ایمان کی نشانی بتایا گیا ہے :

والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہ وھم

علیٰ صلاتہم یحافظون"

"جو لوگ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اس (قرآن) پر بھی ایمان لے آئیں گے اور یہ لوگ اپنی نماز کی حفاظت کریں گے۔"

بعض لوگ نماز کی خاطر سب کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں :

"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"

(نور / ۳۷)

ذکر خدا میں نہ تو تجارت کا پیشہ رکاوٹ ہے اور نہ ہی خرید و فروخت مانع ہے مال و دولت ان کے نزدیک ایک اچھے خدمت گزار کی حیثیت رکھتا ہے نہ کہ اچھے آقا اور مالک کی۔

بعض خوشی خوشی نماز کے لئے قدم بڑھاتے ہیں :

فاسعوا الیٰ ذکر الله

بعض لوگ بہترین لباس پہنتے ہیں :

خذوا زینتکم عند کلّ مسجد

(اعراف / ۳۱)

تمام مسجدوں میں زیب وزینت کا سامان کرنا :

مسجد کی رونق بڑھانے کے لئے ہے ،

نماز کے احترام میں ہے ،

لوگوں کے احترام میں ہے ،

وقف اور واقف کے احترام میں ہے۔

لیکن اسی آیت کے آخر میں ارشاد ہے کہ اسراف نہ کرنا۔

بعض لوگ نماز سے دائمی انسیت اور عشق رکھتے ہیں:

"الذین ھم علی صلاتھم دائمون"

(معارج/۲۳)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہاں آیت میں دوام مستحبی نمازوں سے مربوط ہے۔

لیکن اسی سورۂ معارج کی ۳۴ ویں آیت میں جو ارشاد ہے:

"علیٰ صلوٰتھم یحافظون" میں واجب نمازوں کی پابندی اور حفاظت مراد ہے جو تمام شرائط کے ساتھ ادا کی جانا چاہیئے۔

بعض لوگ نماز کے لئے وقت سحر بیدار ہو جاتے ہیں:

فتھجّد بہ نافلۃ لک (اسراء/۷۹)

لفظ "ھجود" خواب اور نیند کے معنی میں ہے لیکن تہجّد کے معنیٰ خواب سے بیدار ہو جانے کے ہیں۔ اس آیت میں رسول اسلامؐ سے خطاب ہے:

"رات کو کچھ دیر اٹھ کر قرآن پڑھا کیجئے۔ یہ آپ کے لئے ایک اضافی فریضہ ہے۔"

مفسّرین نے اس تعبیر سے مراد نماز شب کو لیا ہے۔

بعض لوگ نماز کے ساتھ صبح کرتے ہیں:

"یبیتون لربھم سجّداً وقیاماً"

اور بعض لوگ سجدہ میں آنسو بہاتے ہیں : "سجداً و بکیّاً"

(خدایا! میں شرمندہ ہوں کہ ۱۴۱۲ھ کی نیمہ شعبان میں یہ تمام مراحل لکھ رہا ہوں لیکن میں خود ان میں سے کوئی ایک منزل بھی طے نہیں کر سکا ہوں)

میرے عزیز قارئین! آپ میری فکر نہ کریں اپنا فریضہ انجام دیں۔

۱۱۴ نماز ہم سے باتیں کرتی ہے۔

آیات و روایات کے مطابق ہر انسان کے اعمال قیامت اور برزخ میں اس کے سامنے مجسم ہو کر سامنے آتے ہیں۔

اچھے کام نیکیوں اور بُرے کام برائیوں کے پیکر ہیں۔

اعمال کی اچھائی اور برائی خود ہمارے ہاتھوں میں ہے منجملہ روایات میں ہے کہ: ملائکہ اچھی نمازیں بڑی ہی اچھی شکل میں مقام بالا تک لے جاتے ہیں (اس وقت) نماز (انسان سے) کہتی ہے:

"حفظك الله كما حفظتني"

"خدا تیری ویسے ہی حفاظت کرے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی ہے۔"

لیکن وہ نماز جو اپنے تمام شرائط اور احکام کے ساتھ نہ پڑھی جائے اس کو سیاہ اور تاریک شکل میں لے کر جاتے ہیں اور نماز فریاد کرتی ہے:

"ضيعك الله كما ضيعتني"

"خداوند عالم تجھے برباد کرے جیسا کہ تو نے مجھے برباد کیا ہے۔"

(اسرار الصلوٰۃ امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ص ۸-۷-۶)